11

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

23 تا 29 مارچ 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

صبح کا بھولا......

جرم ضعیفی کی سزا......

آزادی کی قدر و قیمت

امیر تنظیم اسلامی کا خط

یادوں کی تسبیح (25)

ایوان اقتدار کے غلط فیصلے

مسلمان اور اسلام

ایک منٹ چودہ سیکنڈ

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

تفہیم المسائل

پاکستان کی اصل اساس

بات صرف ایک نعرے کی نہیں ہے بلکہ اُن واضح وغیر مبہم اور واشگاف و برملا بیانات و اعلانات کی ہے جن کے ذریعے پاکستان کے بانی وموسس اور تحریک پاکستان کے ''قائداعظم'' نے مسلمانوں کی قومیت کی اساس ''مذہب'' کو، پاکستان کی منزل ''اسلام'' کو، اور پاکستان کا دستور ''قرآن'' کو قرار دیا تھا اور قیام پاکستان کا مقصد یہ بیان کیا تھا کہ ہم پاکستان کے ذریعے عہد حاضر میں اسلام کے اُصول حریت، مساوات اور اخوت کی جدید تفسیر اور عملی نمونہ پیش کرنا چاہتے ہیں! اس حقیقت سے انکار کوئی نہایت ڈھیٹ شخص ہی کرسکتا ہے کہ ان اعلانات کے بغیر نہ مسلم لیگ ایک عوامی جماعت بن سکتی تھی نہ برصغیر پاک وہند کے طول وعرض میں بسنے والے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوسکتے تھے۔ یہ حقیقت اتنی ظاہر وباہر اور سطح زمین پر بہنے والے دریاؤں اور ندیوں کے پانی کے مانند اتنی عیاں ہے کہ اس پر قلم وقرطاس کا مزید صرف تحصیل حاصل کے ذیل میں آئے گا۔

اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کیا جاسکتا اور کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ پاکستان کی اصل اساس سوائے دین ومذہب کے اور کوئی نہیں ہے، اور پاکستان کی واحد جڑ بنیاد صرف اور صرف اسلام ہے! اور جس طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب اُن سے نام دریافت کیا جاتا تھا تو اوّلاً صرف ایک لفظی جواب دیتے ''سلمان!'' اور اگر عرب کی روایت کے مطابق مزید پوچھا جاتا تھا کہ ''سلمان ابن''؟...... تو جواباً ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''سلمان ابن اسلام!''، یعنی میری ولدیت اسلام ہے، اِسی طرح پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جس کی ولدیت اسلام ہے!!

استحکام پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

الھدیٰ (225)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ النساء (آیات 108 تا 113)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿یَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰہِ وَہُوَ مَعَہُمۡ اِذۡ یُبَیِّتُوۡنَ مَا لَا یَرۡضٰی مِنَ الۡقَوۡلِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطًا ﴿۱۰۸﴾
ہٰۤاَنۡتُمۡ ہٰۤؤُلَآءِ جٰدَلۡتُمۡ عَنۡہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۟ فَمَنۡ یُّجَادِلُ اللّٰہَ عَنۡہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَمۡ مَّنۡ یَّکُوۡنُ عَلَیۡہِمۡ وَکِیۡلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ
سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَہٗ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنۡ یَّکۡسِبۡ اِثۡمًا فَاِنَّمَا یَکۡسِبُہٗ عَلٰی نَفۡسِہٖ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا
حَکِیۡمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنۡ یَّکۡسِبۡ خَطِیۡٓئَۃً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ یَرۡمِ بِہٖ بَرِیۡٓـًٔا فَقَدِ احۡتَمَلَ بُہۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِیۡنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ وَرَحۡمَتُہٗ
لَہَمَّتۡ طَّآئِفَۃٌ مِّنۡہُمۡ اَنۡ یُّضِلُّوۡکَ ؕ وَمَا یُضِلُّوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَہُمۡ وَمَا یَضُرُّوۡنَکَ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ وَاَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ
وَعَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ ؕ وَکَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا ﴿۱۱۳﴾﴾

''یہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے حالانکہ جب وہ راتوں کو ایسی باتوں کے مشورے کیا کرتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا تو اُن کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اور اللہ ان کے تمام کاموں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ بھلا تم لوگ دنیا کی زندگی میں تو اُن کی طرف سے بحث کر لیتے ہو' قیامت کو اُن کی طرف سے اللہ کے ساتھ کون جھگڑے گا اور کون اُن کا وکیل بنے گا۔ اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے' پھر اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا' مہربان پائے گا اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور جو شخص کوئی قصور یا گناہ تو خود کرے لیکن اُس سے کسی بے گناہ کو متہم کرے تو اُس نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو اُن میں سے ایک جماعت تم کو بہکانے کا قصد کر ہی چکی تھی اور یہ اپنے سوا (کسی کو) بہکا نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں' اور اللہ نے تم پر کتاب اور دانائی نازل فرمائی ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔''

منافقین کا ذکر ہے کہ وہ راتوں کو مسلمانوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ لوگوں سے تو وہ چھپتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپتے حالانکہ وہ ہر وقت اُن کے ساتھ ہے۔ وہ مشورے کرتے ہیں اُس بات کا جس سے اللہ راضی نہیں اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یعنی یہ لوگ اس کی پکڑ سے کہیں باہر نہیں نکل سکتے۔

ایک منافق کا پیچھے ذکر ہوا کہ اُس نے چوری کی اور اس کے گھرانے کے لوگ اُس کی طرف سے جھگڑ رہے تھے کہ یہ بے قصور ہے۔ اب یہاں اُن لوگوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم نے دنیا کی زندگی میں تو اُس کی طرف سے جھگڑا کر لیا مگر خیال کرو کہ اب کون ہوگا جو قیامت کے دن اُس کی طرف سے اللہ کے ساتھ مجادلہ کرے گا۔ یہاں تم چرب زبانی سے کام لے کر اُس کو چھڑا بھی لو گے تو عاقبت کی سزا تو بہر حال قائم رہے گی۔ ایک حدیث ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میرے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہوتا ہے۔ ایک فریق چرب زبان ہوتا ہے۔ باتوں باتوں میں وہ چھا جاتا ہے، اور میرے ہاں سے وہ حقیقت حال کے خلاف فیصلہ لے جاتا ہے تو یہ میرا فیصلہ تو نہیں ہو جائے گا۔ آگے فرمایا جو کوئی برا عمل کرے گا یا اپنے اوپر ظلم ڈھائے گا پھر اللہ سے بخشش کا طلب گار ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا' مہربان پائے گا۔ سیدھی روش یہی ہے کہ جب غلطی ہوگئی ہے تو اقرار کر لو' دنیوی سزا بھگت لو' اللہ سے استغفار کر لو' آخرت کی سزا سے چھٹکارا مل جائے گا۔

جو کوئی بھی برا کماتا ہے وہ اپنی ہی جان پر وبال لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو جاننے والا' حکمت والا ہے۔ یہ معاملہ تو حد درجہ گھناؤنا ہے کہ کسی نے کوئی جرم کیا پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دی جیسا کہ یہاں پر یہودی تو بے قصور تھا مگر چوری کا جرم اُس کے سر ڈالا جا رہا تھا۔ جس نے ایسا کیا در اصل اس نے اپنے سر پر بہت بڑا بہتان باندھا اور صریح گناہ کا بوجھ لے لیا۔

آگے حضور ﷺ سے خطاب ہے کہ اگر اس معاملے میں اللہ تعالیٰ آپ کو بروقت مطلع نہ کرتا تو ان منافقین میں سے ایک گروہ آپؐ سے غلط فیصلہ کرانے پر تل گیا تھا۔ حقیقت میں وہ آپؐ کو حقیقت حال سے بے خبر نہیں کر رہے تھے بلکہ اپنے آپ ہی کو گمراہ کر رہے تھے اور اے نبی ﷺ وہ آپ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے (کیونکہ ہماری راہ نمائی آپؐ کے ساتھ ہو گی) اور اللہ نے آپؐ پر کتاب نازل کی ہے اور حکمت بھیجی ہے اور اُس نے آپؐ کو وہ ساری باتیں سکھائی ہیں جو آپؐ نہیں جانتے تھے اور یقیناً آپؐ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔

نظر بازی: موجبِ لعنت

چودھری رحمت اللہ بٹر

فرمانِ نبویؐ

عَنِ الۡحَسَنِ مُرۡسَلًا قَالَ بَلَغَنِیۡ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالۡمَنۡظُوۡرَ اِلَیۡہِ)) (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہے دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کو دیکھا جائے۔''

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی نامحرم عورت کو یا کسی کے ستر کو (جس کا دیکھنا حرام ہے) دیکھے' تو اس پر اللہ کی طرف سے لعنت ہے' یعنی رحمت سے محرومی کا فیصلہ ہے اور اسی طرح وہ بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہے جس نے قصداً دیکھنے والے کو دیکھنے کا موقع دیا اور دکھایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

صبح کا بھولا ......

ہمارے حکمرانوں کو امریکہ بھارت سول نیوکلیئر معاہدے پر زبردست دھچکا لگا ہے۔ وہ اپنے اس دکھ کا اظہار دبے ہوئے اور محتاط انداز سے کر رہے ہیں۔ ہمارے ان حکمرانوں نے نائن الیون کے بعد جس آگ سے کھیلنا شروع کیا تھا وہ آگ اُن کے آنگن تک پہنچ چکی ہے۔ شمالی اور جنوبی وزیرستان میں یہ آگ قبائلیوں کے گھروں کو جلا کر خاکستر کر رہی ہے اور پاک فوجی بھی اس کا ایندھن بن رہے ہیں۔ ملک کے باقی حصوں میں بھی افغان جنگ میں امریکہ کی لاجسٹک سپورٹ اور intelligence sharing کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ لہٰذا صدر مشرف ان پاکستانیوں کی حمایت بھی کھو بیٹھے جنہوں نے نواز شریف کا تختہ الٹنے پر مٹھائیاں تقسیم کی تھیں۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو یہ زبردست دھچکا کیوں لگا۔ جس کی خاطر انہوں نے اپنوں کے خون سے ہولی کھیلی تھی اور جس کی خاطر اندھے کنوئیں میں چھلانگ لگائی تھی' آج وہ بے وفا ہمارے ازلی اور پیدائشی دشمن کے ساتھ کندھے سے کندھا جوڑے کھڑا ہے۔ حکمرانوں کو اِس خفت کا سامنا اس لیے کرنا پڑا کہ اُنہیں اس فرمان الٰہی پر حقیقی اعتماد نہیں تھا' جس کا ترجمہ ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو' یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔'' اگرچہ مسلمان ہونے کے ناطے فرمودہ الٰہی پر پختہ اور حقیقی ایمان لازم ہے اور اس کے لیے کسی دلیل یا تاریخی تجزیے کی قطعی طور پر ضرورت نہیں ہے لیکن اگر ہمارے یہ حکمران ہوسِ اقتدار میں بالکل ہی اندھے اور خواہشات کے قلعہ میں محصور نہ ہو چکے ہوتے اور انہوں نے تاریخ کے دریچے سے ماضی میں جھانک لینے کی زحمت گوارا کی ہوتی تو یہ جاننے کے لیے افلاطونی دانش کی ضرورت نہ تھی کہ امریکہ کبھی بھی ہمارا حقیقی دوست نہ تھا اور اُس نے ہمیشہ بھارت کی پشت پر دستِ شفقت رکھا کبھی کھلم کھلا اور کبھی پس پردہ رہ کر۔

پاکستان پچاس کی دہائی میں یعنی جب وہ عہد طفولیت ہی میں تھا' سیٹو سنٹو کا رکن بنا۔ یوں وہ امریکہ کے دشمن سوویت یونین کے خلاف صف آرا ہو گیا۔ امریکہ کے جہاز سوویت یونین کی جاسوسی کے لیے پاکستانی اڈوں سے اڑان بھرتے تھے۔ بالآخر سوویت یونین نے پشاور کے اڈے کو ریڈ مارک کر لیا لیکن جب 1962ء میں بھارت نے چین کے ساتھ سرحدی جھڑپوں کا ڈرامہ رچایا تو امریکہ نے ہمارے اس دشمن کے گھر میں جنگی ساز وسامان کے ڈھیر لگا دیئے۔ بعدازاں بھارت نے چین کے ساتھ تعلقات میں بہتری پیدا کر کے ہم پر دو مرتبہ جنگ مسلط کی اور پاکستان کو دولخت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ بات بھی اب کوئی راز نہیں رہی کہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں سوویت یونین سے زیادہ اہم اور بڑا رول امریکہ کا تھا۔ قدرت اللہ شہاب نے شہاب نامے میں واضح کیا ہے کہ کس طرح امریکہ اور سوویت یونین باہم دشمن ہونے کے باوجود پاکستان کے خلاف سازشوں میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دوست کا روپ دھار کر امریکہ پاکستان کے ساتھ جس دشمنی کا مظاہرہ کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے اس کی ہمت کبھی ہمارے کسی کھلے دشمن کو بھی نہیں ہوئی۔ اب بھی وقت ہے حکمران دن چڑھے خواب دیکھنا چھوڑیں۔ وہ جان لیں کہ امریکہ پاکستان کا ہی نہیں اُن کا دشمن بھی ہے اور امریکہ کے نزدیک ہمارا سب سے بڑا قصور ہمارا مسلمان ہونا ہے۔ امریکی معیشت اور انٹرنیشنل میڈیا (پرنٹ اور الیکٹرانک دونوں) پر یہودیوں کا مکمل قبضہ ہے لہٰذا وہاں سے مسلمانوں کے لیے خیر برآمد نہیں ہو سکتی۔ حکمران اِس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے مسلمان بھائیوں کے کیمپ میں واپس آ جائیں۔ دہشت گردی کے نام پر عیسائیوں اور یہودیوں نے امتِ مسلمہ کے خلاف جو جنگ چھیڑی ہوئی ہے اس سے مکمل طور پر لاتعلقی اختیار کریں۔ امریکہ کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ اقتدار کا لالچ دے کر اور قرضوں کے جال میں پھنسا کر مسلمان عوام اور حکمرانوں میں فصل پیدا کر دیتا ہے۔ پھر حکمرانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ عوام اُن کی پشت پر نہیں ہیں اُن سے اپنے مفادات حاصل کرتا ہے۔

ہماری رائے میں بش نے جنوبی ایشیا کے حالیہ دورے میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ حکمرانوں (باقی صفحہ 6 پر)

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 11

23 تا 29 مارچ 2006ء

22 تا 28 صفر المظفر 1427ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا

فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000

فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700

فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر

''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

عذیر احمد صدیقی

تقدیر

(ابلیس و یزداں)

اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ! وہ زندانیٔ نزدیک و دُور و دیر و زود
حرفِ 'استکبار' تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود!

یزداں

کب کھلا تجھ پر یہ راز؟ انکار سے پہلے کہ بعد؟

ابلیس

بعد! اے تیری تجلّی سے کمالاتِ وجود!

یزداں

(فرشتوں کی طرف دیکھ کر)

پستیٔ فطرت نے سکھلائی ہے یہ حجت اسے
کہتا ہے 'تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجودٗ'
دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شعلۂ سوزاں کو خود کہتا ہے دود!

(ضربِ کلیم)

علامہ اقبال نے بڑے دلچسپ انداز میں ایک گھٹیا ابلیسی صفت کی طرف اشارہ کیا ہے' جو کم ظرف انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے' جو ہدایت طلب کرتے اور نہ ہی شریعت پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ کہہ دیتے ہیں کہ جب اللہ چاہے گا تو ہمیں بھی ہدایت مل جائے گی۔ گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چونکہ اللہ کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا' اس لئے ہمارے گناہ بھی اسی کی مرضی سے ہو رہے ہیں اور ابھی اُس کی مرضی نہیں ہے کہ ہم ہدایت میں آ جائیں۔ یوں وہ بھی ابلیس کی طرح اپنی بے عملی اور بدعملی کا الزام نہایت چالاکی سے اللہ پر تھوپ دیتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ یہ بھونڈا فلسفہ بھی بگھارتے ہیں کہ چونکہ انسان کی تقدیر اُس کی پیدائش سے پہلے ہی طے ہو جاتی ہے' اس لئے اب ہم جو یہ غلط کاریاں کر رہے ہیں تو یہ ہماری تقدیر میں اللہ ہی نے لکھ رکھی ہیں' لہٰذا ہمارا ان سے باز آنا ممکن نہیں ہے اور اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس کی مثال کچھ یوں ہے کہ ایک بالغ شخص کو یہ بتا دیا گیا کہ سگریٹ نوشی کینسر اور دل کے امراض کا باعث ہوتی ہے۔ وہ پھر بھی اپنی خواہش نفس سے مجبور ہو کر سگریٹ نوشی کرے اور جب اُس کو کینسر Diagnose ہو یا ہارٹ اٹیک ہو تو کہے کہ "اب کیا کر سکتے ہیں' اللہ نے میری قسمت میں ہی لکھ دیا تھا کہ میں سگریٹ پیوں اور یوں بیمار پڑوں گا' اس میں میرا کیا قصور ہے؟" مکالمے ہی کے انداز میں اقبال نے اس بے عملی پر مبنی فلسفے کا ٹھیک ٹھیک جواب بھی دیا ہے' جو یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو ہدایت کا علم بھی دیا ہے اور ساتھ ہی یہ اختیار بھی کہ وہ اس علم پر عمل کرے یا نہ کرے۔

"بے شک ہم نے اسے راستے کی ہدایت دے دی' اب چاہے وہ شکر کرے یا ناشکری"۔ (الدھر:3)

یہی علم اور اختیار وہ دو خصوصیات ہیں جن کی بنیاد پر انسان اشرف المخلوقات کہلایا۔ انسان جو فیصلہ بھی کرتا ہے اُس میں اللہ اپنی مرضی (اِذن) بھی شامل کر دیتا ہے تاکہ انسان اپنی منتخب کردہ راہ پر چل سکے۔ ذرا سوچ کر بتایئے' کیا آپ کی عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اللہ انسان کو زبردستی نواہی سے روکنے لگے یا اُس سے جبراً اوامر کی تعمیل کرانے لگے؟ یعنی ایک شخص گناہ کا ارادہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ ہر بار کچھ ایسے حالات پیدا کر دے کہ اس سے وہ گناہ چاہتے ہوئے بھی سرزد نہ ہو سکے' یا پھر ایک شخص فرائض منصبی سے پہلوتہی کرتا رہے اور اللہ ہر بار کچھ ایسے حالات پیدا کر دے جن میں اُس شخص کے پاس اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے علاوہ کوئی اور راستہ ہی نہ ہو۔ یہاں میں نے "ہر بار" کے الفاظ کا استعمال اس لئے کیا ہے کہ کبھی کبھی ایسا ضرور ہوتا ہے۔ میرے ساتھ بھی ہوا ہے اور آپ کے ساتھ بھی ہوا ہوگا اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ انسان اپنی اوقات کو یاد رکھے' یہ نہ بھول جائے کہ وہ با اختیار تو ہے مگر مکمل طور پر نہیں۔ ایسی صورت حال میں ایک سلیم الفطرت انسان کو اللہ ضرور یاد آتا ہے۔

بہرحال تقدیر مقررہ کا فلسفہ بھی برحق ہے کہ انسان کی مشیت اللہ کی مشیت (اِذن) کے تابع ہے' اور ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کچھ آزادی و اختیار بھی عطا فرمایا ہے۔

ذرا دیکھئے کہ اس سوال میں کس قدر لطیف نکتہ مضمر ہے کہ "کب کھلا تجھ پر یہ راز؟ انکار سے پہلے کہ بعد؟" غور کیجئے کہ کسی گناہ کا ارتکاب کرنے سے پہلے انسان کے پاس اس فعل کے گناہ ہونے کا علم بھی ہوتا ہے اور اس کا اختیار بھی ہوتا ہے کہ وہ گناہ نہ کرے لیکن اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ وہ گناہ کرے گا یا نہیں۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ میں گناہ کروں گا' لہٰذا میں گناہ کر رہا ہوں اور اب مجھے نہ کوئی روکے اور نہ الزام دے۔ وہ تو اپنی مرضی سے گناہ کر دینے کے بعد "پستیٔ فطرت" کی وجہ سے "حجت" کے طور پر یہ کہہ دیتا ہے کہ تقدیر میں یہ ہی لکھا تھا' جس طرح شیطان نے کہا "بعد"۔

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا' خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

جرم ضعیفی کی سزا

محمد سمیع

ایسا نہیں ہے کہ توہین رسالت کا ارتکاب دنیا میں پہلی بار ہوا ہو۔ تخلیق آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ فرشتے صاحب اختیار نہیں ہوتے بلکہ ان کا رب جو حکم دیتا ہے اس کی تعمیل کے لیے ہر دم مستعد رہتے ہیں، لیکن شیطان ''جن'' کی حیثیت سے ایک بااختیار مخلوق تھا۔ یہ بھلا کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنا اختیار استعمال نہ کرتا۔ اس نے فوراً کہا کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا۔ لہٰذا اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ گویا اس نے اپنی دانست میں حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی تھی کیونکہ وہ اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے برتر سمجھتا تھا' اس لیے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے بنایا تھا۔ وہ دن اور آج کا دن' اپنے تئیں لوگ توہین رسالت کا ارتکاب کرتے چلے آرہے ہیں۔ حق و باطل کا یہ معرکہ روز ازل سے گرم ہے۔ اسی کی تصویر کشی کی ہے علامہ اقبال نے اپنے شعر میں کہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

شیطان راندۂ درگاہ ہوا اور اس کے وہ ایجنٹ جنہوں نے ہر دور میں انبیاء و رسل کی توہین کی' تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوئے اور ان کے بارے میں اللہ کا وعدہ تو اپنی جگہ اٹل ہے کہ جب شیطان نے یہ کہا تھا کہ تو مجھے اگر قیامت تک کی مہلت عمر دے دے تو میں آدم کی ذریت میں سے ایک قلیل تعداد کے علاوہ سب کو گمراہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے کمال شانِ بے نیازی سے فرمایا تھا کہ جا تجھے قیامت تک مہلت ہے اور ان میں سے جو بھی تیری اتباع کرے گا تو اس کے لیے جہنم بھرپور بدلہ ہے۔ حضرت آدمؑ سمیت تمام انبیاء و رسل کی جن قوموں نے توہین کی انہیں اس دنیا میں بھی ہلاکت و بربادی کا سامنا کرنا پڑا اور آخرت میں جو کچھ ہونا ہے سو وہ تو ہونا ہی ہے۔

اپنی تہذیبی برتری کے دعویداروں نے اپنی جس گھٹیا ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے، اس سے ان کا خبثِ باطن ظاہر ہو چکا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے عین مطابق ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کا بغض ان کے منہ سے چھلک پڑتا ہے اور جو ان کے سینوں کے اندر مخفی ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔ یہ نام نہاد برتر تہذیب والے اسلامی تہذیب کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان کے ہاں تو ہر بات کی مادر پدر آزادی ہے جبکہ ہمارے دین کی تعلیم یہ ہے کہ مومن کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ گھوڑا اس دائرہ کے اندر ہی رہ سکتا ہے جو اس کی رسی کی لمبائی سے بنتا ہے جس سے وہ بندھا ہوا ہے۔ اس دائرہ سے باہر وہ جا ہی نہیں سکتا۔ اور اللہ کے قائم کردہ حدود کے دائرہ کے اندر اخلاق اور قانون کے اور دیگر دائرے بھی آتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک کعبۃ اللہ سے بڑھ کر کون سا مقام ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے دین نے یہ تعلیم دی ہے کہ کسی انسان کا دل توڑنا کعبہ کو ڈھانے کے مترادف ہے۔ یہودیت کے آلۂ کار جو پوری مسلم امہ کی دل آزاری کے مرتکب ہوئے ہیں، ان کی تہذیب اسلامی تہذیب کا بھلا کیا مقابلہ کر سکتی ہے۔ ان کی بے حمیتی کا تو یہ حال ہے کہ ان کے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کی حیات مبارکہ پر فلمیں بنتی ہیں جن میں ان کے کردار پر کیچڑ اچھالی جاتی ہے، لیکن ان کے ماتھے پر شکن بھی نہیں آتی۔ شاید وہ مسلمانوں کو بھی اپنے جیسا سمجھ رہے ہیں لیکن الحمد للہ، مسلمان خواہ کتنی ہی پستی میں چلا جائے، وہ اپنے رسول کی شان میں کسی قسم

> انتہائی افسوس کی بات ہے کہ عوام کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ قرآن کو سمجھنا ان کے بس کی بات نہیں' یہ صرف علمائے دین کا کام ہے۔

کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کو تعلیم ہی یہی دی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ کو اپنے والدین، عزیز و اقارب بلکہ دنیا جہان کے لوگوں سے زیادہ عزیز رکھے۔

مغرب کی نام نہاد تہذیب کے علمبردار جو معمولی سی غلطی پر بھی Sorry کہنے کے عادی ہیں، شانِ رسالتؐ میں اپنی گستاخی پر معذرت کے لیے تیار نہیں۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جو جملہ انبیاء و رسل پر ایمان رکھتے ہیں اور جب ہم ان میں سے کسی کی بھی کسی لحاظ سے توہین برداشت نہیں کر سکتے تو خاتم النبیین والمرسلین اور رحمت للعالمین ﷺ کی شان میں گستاخی کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ البتہ ایک بات ضرور ہے کہ یہ احتجاج بھی اسلام اور مسلمانوں کے شایانِ شان ہونا چاہیے۔ جو کچھ پاکستان سمیت دنیا کے چند دیگر مسلم ممالک میں گھیراؤ، جلاؤ یا لوٹ مار کی صورت میں ہوا ہے، ہرگز پسندیدہ نہیں۔ اس روش سے گریز لازم ہے۔ اس سے ایک تو اپنا ہی نقصان ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ غیر مسلم اقوام ہمیں پہلے ہی دہشت گرد قرار دیتی ہیں جو کہ حقائق کے خلاف ہے، لیکن ہمارے ان منفی اقدامات سے جو احتجاج کے دوران ہوئے ہیں، ان کے پروپیگنڈا کو تقویت ملتی ہے۔ جو لوگ ان اقدامات کے مرتکب ہوئے ہیں، انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے حق میں کچھ اچھا نہیں کیا۔

اس گھناؤنی حرکت پر احتجاج اور اپنے حکمرانوں سے اقتصادی و سفارتی تعلقات ختم کرنے کا بجا طور پر مطالبہ کیا ہے۔ تاہم ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ آخر ایسا ہو کیوں رہا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ صورتحال اس شعر کے عین مطابق ہے کہ

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

اب امت مسلمہ پر یہ ضعیفی کیوں طاری ہوئی' اس کے لیے ہمیں حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کو ذہن میں رکھتے ہوئے تاریخ اسلام پر ایک طائرانہ نظر ڈالنی پڑے گی کہ ''اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اس کو ترک کرنے کی پاداش میں قوموں کو ذلیل و خوار کرے گا۔''

قرآن کریم کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا طریق دعوت جس کے نتیجے میں دین کو آپ کی حیات مبارکہ میں جزیرہ نمائے عرب میں سربلندی حاصل ہوئی، تلاوت آیات، تزکیہ اور کتاب و حکمت کی تعلیم تھا۔ یعنی قرآن کریم کی آیات کی تلاوت، انہیں کے ذریعے اہل ایمان کی تربیت اور ان کا تزکیہ اور اسی کتاب کے ذریعہ نازل شدہ شریعت کی تعلیم اور حکمت دین کی تبلیغ۔ جب ہم مکی دور کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اس الہامی تعلیم کے نتیجے میں مٹھی بھر ایمان لانے والے مسلمانوں میں ایمان کی گہرائی اور گیرائی پیدا ہوئی جس کے نتیجے میں انہوں نے اہل مکہ کے ہر قسم کے تشدد کو برداشت کیا اور اس کے نتیجے میں وہ اسلام کے فدائی بن کر ابھرے اور ہجرت کے بعد حضور ﷺ کی پیغمبرانہ فہم و فراست اور حکمت و تدبر کے نتیجے میں مدینہ میں حاصل ہونے والے مرکز میں رہتے ہوئے تصادم کے مراحل سے کامیابی کے ساتھ گزرے تا آنکہ فتح مکہ کے بعد ایک اسلامی ریاست وجود میں آئی۔ دور خلافت میں اللہ کا دین جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکلا اور ایک وقت وہ آیا جب وقت کی دو سپر پاور روم اور ایران مسلمانوں کے سرنگوں ہو گئیں۔ یہ سب قرآن کی روحانی اور اخلاقی تعلیمات کا نتیجہ تھا۔ اس کے بعد جیسے جیسے مسلمانوں کا قرآن سے تعلق کمزور پڑتا گیا، وہ روبہ زوال ہوتے گئے۔ آج قرآن سے ہمارا تعلق صرف تلاوت کی حد تک رہ گیا ہے جو صرف حصول ثواب کا ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے۔ چونکہ ہم عربی زبان سے

واقف نہیں، لہٰذا ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں۔ دانستہ یا نادانستہ ہم ان اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں۔ انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ تبلیغ دین سے قرآن کو نکال دیا گیا ہے بلکہ عوام کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ قرآن کو سمجھنا ان کے بس کی بات نہیں' یہ صرف علمائے دین کا کام ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم میں وہ صفات بھی پیدا نہیں ہو پاتیں جو قرآن کو ایک عام انسان سے مطلوب ہیں' مومنانہ صفات کا پیدا ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔

ہماری سیاست پر مغربی جمہوریت کا غلبہ ہے جس میں ہم نے لفظ ''اسلامی'' جوڑ کر نہ اسے جمہوری رہنے دیا ہے اور نہ اسلامی شریعت کا پیوند اس میں لگ سکا ہے۔ ہماری معیشت سود پر مبنی ہے اور ہماری معاشرت میں جو کچھ بھی اسلامی اقدار رہ گئی تھیں، اب ان کو مغرب کے اشاروں پر ہمارے حکمران بتدریج ختم کر رہے ہیں۔ لوگ صرف عبادات تک کار بند رہنے ہی کو دین سمجھنے لگے ہیں۔ مغربی اور ہندی تہذیب نے ہم پر غلبہ پا لیا ہے۔ بھارت کو گالیاں بھی دیتے ہیں اور اس کی بیہودہ فلموں کو دیکھے بغیر رہ بھی نہیں سکتے۔ گویا ہمارا حال یہ ہے کہ ؎

وضع میں ''ہم ہیں'' نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
''ہم'' مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

قرآن ہدایت کے لیے تقویٰ کو شرط لازم قرار دیتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ تقویٰ دل میں ہوتا ہے لیکن ہم نے چند ظاہری چیزوں ہی کو تقویٰ کی علامات سمجھ لیا ہے۔ جب یہ صورتحال ہے تو کہاں کا تقویٰ اور کیسا ہدایت کا حصول۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک ہم اپنا تعلق قرآن سے مضبوط نہیں کریں گے: جب تک قرآن پر ہمارا ایمان محض ایک مقدس کتاب کی حیثیت تک محدود رہے گا، جب تک ہم اس کی تلاوت اس کی پیروی کی نیت سے نہیں کریں گے، جب تک ہم اس کی تعلیمات کو نہیں سمجھیں گے اور اپنی زندگیوں کو ان تعلیمات کے تابع نہیں کریں گے، جب تک ہم اس کے نظام کو اپنے اپنے ملکوں میں نافذ کرنے کی جدوجہد نہیں کریں گے اور جب تک ہم قرآن کے پیغام کو دنیا تک نہیں پہنچائیں گے، ہمارا تعلق قرآن سے مضبوط نہیں ہو سکتا۔ اور ان تمام باتوں کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان کی تعلیم کو اپنے لیے لازم کر لیں۔ جب ہم دنیوی تعلیم میں آگے سے آگے جا سکتے ہیں تو دینی تعلیم میں کیوں پیچھے رہیں۔ یہ نہ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔

اگر ہم نے یہ سب کچھ کر لیا تو ایک بار پھر دنیا میں ایک قوت بن کر ابھریں گے اور پھر کسی کی مجال نہیں ہو گی کہ وہ ہمارے دین اور ہمارے رسول ﷺ کے بارے میں کوئی نازیبا بات زبان سے نکال سکے۔ اور یہ تو ہو کر رہنا ہے کیونکہ یہ اس ہستی کی پیشنگوئی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم نے آپؐ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

بقیہ: اداریہ

کے لیے چشم کشا ثابت ہوا ہے۔ اب اُنہیں فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کوئی بڑی تبدیلی لائیں یا اُسی تنخواہ پر کام کریں۔

ہم پاکستان اور مسلمانوں کے مفاد میں حکمرانوں سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنی ذات سے بلند ہو کر سوچیں اور قومی مفاد میں فیصلہ کریں جس لچک کا وہ بھارت کے سامنے مظاہرہ کرتے رہتے ہیں اور اُس کا اظہار درحقیقت پاپولر عوامی قیادت کے ساتھ ہونا چاہیے۔ سیاست دانوں کے ساتھ ذاتی دشمنی کا رویہ ترک کیا جائے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے کہ فوج کی حقیقی اور واحد ذمہ داری ملک کی سرحدوں کی حفاظت ہے۔ حکومت کرنا اُن کا کام نہیں ہے۔ دشمنوں کو یہ موقع نہیں دیا جانا چاہئے کہ وہ ہمارے اختلافات کو انتشار میں بدل کر فائدہ اٹھائیں۔ پاپولر عوامی قیادت کو بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہئے کہ فوج کو ان کی غلطیوں اور بے صبری کی وجہ سے اقتدار حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اب اقتدار فوج سے واپس لینا شیر کے منہ سے نوالہ چھیننے کے مترادف ہے۔ دونوں دھڑوں کو حکمت اور مصلحت سے کام لینا ہو گا وگرنہ پاکستان کا انجام اُس پتنگ سے مختلف نہیں ہو گا جسے چند منچلے نوجوان سڑک پر لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ تلخ حقیقت ہے کہ انسٹھ سال سے یہی دونوں دھڑے اقتدار پر قابض رہے' اور بری طرح ناکام رہے لیکن انہوں نے اپنی ناکامی کا کبھی سطحی جائزہ بھی نہ لیا۔ وڈیرے' جاگیردار اور صنعتکار سیاست دان کا روپ دھار کر عوام کو بے وقوف بناتے اور اقتدار حاصل کر لیتے جبکہ فوج طاقت کے بل بوتے پر اقتدار چھین لیتی۔ دونوں خارجی سطح پر پاکستان کے لیے ذلت و رسوائی کا باعث بنے اور داخلی سطح پر لاقانونیت' مہنگائی' بے روزگاری اور بداعتمادی کا دور دورہ رہا۔ دونوں کو یہ مان لینا چاہئے کہ پاکستان کی فلاح کا راز نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر میں مضمر ہے۔ نفاذِ اسلام کے حوالہ سے ہم پر عالمی قوتوں کا خوف طاری ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسلام سے دور رہ کر کیا ان کی دشمنی دوستی میں بدل گئی ہے۔ وہ ہمارے وجود کے دشمن ہیں اور ہم اپنی بقا کے لیے اُن کا سہارا ڈھونڈ رہے ہیں۔ اب بھی اگر ہم اُس سپریم قوت کی طرف رجوع کر لیں جو ساری کائنات کو تھامے ہوئے ہے تو پاکستان ایک عظیم باوقار اور مستحکم ملک بن سکتا ہے۔ ہمیں اس رجوع میں کوئی جھجک نہیں ہونی چاہئے۔ صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے۔

ضرورت رشتہ

☆ اسلامی ذہن کی مالک' خوبصورت' خوب سیرت 36 سالہ خاتون' تعلیم مڈل' نوشہرہ میں مقیم' کے لیے دینی مزاج کا حامل موزوں رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0923-610920

☆ راولپنڈی میں مقیم راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی' عمر 26 سال' قد 3-5 فٹ' گریجوایٹ (امریکن یونیورسٹی) باپردہ' دیندار گھرانہ کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 051-5740102

☆ لاہور میں مقیم بٹ فیملی کو بیٹے' عمر 23 سال' کمپیوٹر میں ڈپلومہ ہولڈر' لاہور کی بٹ فیملی کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4192557

بقیہ: آزادی کی قدر و قیمت

تجارتی نظام سخت متاثر ہوا ہے۔ اندرون اور بیرون ملک ساکھ جاتی رہی ہے۔ ہماری معاشرتی زندگی لوٹ کھسوٹ' دنگہ فساد' دن دہاڑے چوری ڈاکہ یہاں تک کہ قتل و غارت سے تہہ و بالا ہو چکی ہے۔ کسی پرندے اور چوپائے سے بھی زیادہ سستی انسانی جان ہے۔ پرانے بزرگ کہتے ہیں کہ جس طرح گاجر مولی کی طرح یہاں انسانوں کو کاٹ کر رکھ دیا جاتا ہے' انگریز کے دور میں بھی ایسا نہ تھا۔

ہماری سیاست مکر و فریب کا دوسرا نام ہے۔ سیاست اور جمہوریت کے نام پر جو کھیل کھیلا گیا ہے وہ ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اس ملک کو اسلامی نظریہ سے عاری منافقانہ اور خود غرض سیاست والوں نے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ''اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی'' یہ محاورہ ہم نے سنا ہے' میں تو کہتا ہوں کہ اونٹ کو اچھی طرح ٹٹولنے سے شاید کوئی کل سیدھی مل جائے مگر ہمارے یہاں کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔

یہ تو داخلی صورتحال تھی۔ خارجی سطح پر بھی ہم امریکہ کی غلامی کے سبب قومی اقتدار اعلیٰ سے محروم ہو چکے ہیں اور ملک سخت خطرات سے دوچار ہے۔ یہ نتیجہ ہے اسلام سے بغاوت کا اور یہ انجام ہے نظریۂ پاکستان سے انحراف کا۔

کیا ہم نے آزادی کی قدر و قیمت کو پہچانا ہے؟

سید عمر فاروق

جب یوم آزادی یا یومِ پاکستان کا ذکر آتا ہے تو میرے دل کے زخم ہرے ہو جاتے ہیں۔ مجھے اپنے ان لاکھوں بزرگوں، ماؤں، بہنوں اور بھائیوں کی یاد ستانے لگتی ہے جنہوں نے حصول وطن کے لیے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا، ان ننھی ننھی معصوم کلیوں کا منظر سامنے آ جاتا ہے جو ابھی پوری طرح کِھل بھی نہ پائی تھیں کہ کفار کے ظالم ہاتھوں نے انہیں انتہائی بے دردی سے مسل ڈالا۔ میرے کانوں میں ان باعصمت بیٹیوں اور غیور بیٹوں کی دردناک چیخیں گونجنے لگتی ہیں کہ جنہیں سفاک اور ظالم ہاتھوں نے ان کی شفیق ماؤں اور مہربان باپوں کے سامنے تلواروں اور گولیوں سے شہید کر ڈالا تھا۔ پھر وہ روح فرسا واقعات یاد کر کے میری آنکھوں سے آج بھی آنسو چھلکنے لگتے ہیں جب بے حیا لٹیروں نے زبردستی میری ماؤں اور بہنوں کو چھین لیا اور عفیف و پارسا بہنوں کی عزتوں کو تار تار کر دیا اور انتہائی بے کسی و بے بسی کی حالت میں ان کے خاوندوں، بچوں اور بھائیوں کے سامنے زبردستی اٹھا کر لے گئے اور ان کی دلدوز آہ و بکا اور چیخ و پکار آج بھی اہل وطن کے دلوں کو گھائل کئے ہوئے ہیں۔ میرے زخم پھر سے رسنے لگتے ہیں کہ جب مجھے ان بزرگوں کے واقعات یاد آتے ہیں کہ جن پر ظالموں نے ان کے ضعف و ناتوانی کے باوجود ترس نہ کھایا اور ان کے بیٹوں اور بیٹیوں، نواسوں اور نواسیوں کے سامنے انہیں گولیوں اور برچھیوں سے ان کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

کبھی ہم نے غور کیا ہے کہ حصول وطن کے لیے کتنی قربانیاں دی گئی تھیں، صرف عبرت کے طور پر چند واقعات لکھتا ہوں۔ اگر ہمارے پہلو میں دل سلامت ہیں اور سوچ اور سمجھ ٹھکانے پر ہے تو آج بھی ان واقعات کو پڑھ کر جگر پاش پاش ہو جاتے ہیں اور آنکھیں سیل رواں سے رکنے نہیں پاتیں۔ اس وقت کاتب کا قلم لرز رہا ہے اور وہ لکھنے کی ہمت نہیں پا رہا مگر شاید کہ حکومت کے کسی فرد تک میری یہ تحریر پہنچ جائے اور وہ آگے پہنچا سکے اور انہیں اپنی بھولی بھٹکی منزل پھر سے یاد آ جائے تو یہ سطور قلمبند کر رہا ہوں۔

1947ء میں مسلمان پناہ گزینوں کی ایک گاڑی کو، جو پاکستان کی طرف آ رہی تھی، دریائے بیاس کے قریب پٹڑی اکھیڑ کر روک لیا گیا ہے۔ خطرہ کے احساس سے مردوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں، عورتوں کی دبی دبی سسکیاں چیخوں میں بدل جاتی ہیں اور بچے...... نرم و نازک اور معصوم سہم کر اپنی ماؤں سے لپٹ جاتے ہیں۔ یہ گاڑی اس سے بھی پہلے کئی مقامات پر لٹ چکی ہے اور اس لوٹ میں ظالموں نے ایک تنکا تک نہ چھوڑا۔ مدافعت کی کوئی صورت بن نہیں پڑتی، بالآخر روشنیاں گل کرنے کے بعد کھڑکیاں چڑھا دی جاتی ہیں اور پھر گہرا سکوت چھا جاتا ہے۔ اچانک گاڑی کے ہر دو اطراف فائرنگ کا طوفان اٹھتا ہے، اور گولیاں کھڑکیوں کے پرخچے اڑاتی ہوئی انسانی جسموں میں پیوست ہونے لگتی ہیں۔ ساری فضا خوفناک دھماکوں، وحشیانہ نعروں اور قیامت خیز چیخوں سے بھر جاتی ہے۔ اور پھر نسوانی چیخیں، بچوں کی بلبلاہٹ اور مردوں کے کراہنے کی آوازیں یہ سب آہستہ آہستہ موت کی خاموشی میں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ فائرنگ بند ہوتے ہی درندہ صفت اور سفاک قاتلوں کا گروہ جھاڑیوں کی اوٹ سے نمودار ہوتا ہے اور برچھیوں، کرپانوں اور کلہاڑیوں سے دم توڑتی ہوئی انسانیت پر پل پڑتا ہے۔ پورے قافلے میں سے ایک متنفس باقی نہیں بچتا۔ گوشت کے لوتھڑے اور کٹے ہوئے اعضا نیچے اوپر بکھرے پڑے ہیں۔ ساری گاڑی لہولہان ہے۔ خون ڈبوں سے رس رس کر پائیدانوں پر بہہ رہا ہے۔ لاشیں سرد ہو چکی ہیں۔ رات سنسان اور رواں ہے، بھیڑیے جا چکے ہیں۔

> آزادی حاصل کرنے کا اوّلین اور بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہم اغیار کی غلامی سے نجات پانے کے بعد صرف اور صرف رب کائنات کی غلامی میں آ جائیں

ایک ماں جو نہ جانے اس خونیں محشر میں سے کس طرح بچ نکلی، اپنے تین بچوں کے جلو میں ہانپتی کانپتی ہوئی کھیتوں میں دیوانہ وار بھاگی چلی جا رہی ہے۔ خود حاملہ ہے، اس پر شیر خوار بچے کا بار مستزاد، دوسرے بچے بھی آنچل تھامے ساتھ گھسٹتے چلے جا رہے ہیں۔ تلوے کانٹوں اور ٹھوکروں سے چھلنی، لباس تار تار ننھی سی جانیں ہلکان ہوتی جا رہی ہیں۔ اُس کے لیے قدم اٹھانا دوبھر ہو جاتا ہے، اور رک جاتی ہے، چاروں طرف نظر دوڑاتی ہے، تاریکی میں مایوسی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ طاقت سلب ہے اور ہمت شل، کہاں جائے، اس کے باوجود مامتا کی بے قراریاں ہیں کہ آگے بڑھنے پر مجبور کرتی ہیں۔ وہ آگے بڑھتی ہے اور اس امید پر کہ شاید اس آغوش کے لیے جس میں انسانی نسلیں پل کر پروان چڑھتی ہیں زمین کی ان وسعتوں میں کہیں پناہ مل جائے، جہاں وہ اپنے بچوں کو کلیجے سے لگا کر چھپ جائے اور ابد تک باہر نہ نکلے۔

رات کی درماندگیاں اسے بھٹکا کر سپیدہ سحر تک ایک گاؤں کے قریب لا پھینکتی ہیں، جہاں وہ ایک بار پھر خونخوار درندوں کے غول میں محصور ہو جاتی ہے۔ ہجوم اسے پکڑ کر میدان میں لے آتا ہے۔ ڈھول پیٹے جاتے ہیں۔ سارا گاؤں تماشے کے لیے جمع ہو جاتا ہے اور وہ ان سب کے وسط میں بچوں کو اپنے ساتھ سمٹائے بت بنی کھڑی ہے۔ اس کی روح فنا ہو چکی ہے لیکن ممتا جاگ رہی ہے۔ زبان خاموش ہے لیکن اس کی ملتجی آنکھیں فضاؤں میں قیامت خیز ارتعاش پیدا کر رہی ہیں۔ زمین و آسمان نے سراپا مظلومیت کی ایسی تصویریں بہت ہی کم دیکھی ہوں گی! اب آگے جس بے دردی کے ساتھ اس مظلومہ کی آنکھوں کے سامنے باری باری اس کے ننھے منھے بچوں کو اور آخر میں اسے شہید کیا گیا، اسے لکھنے سے میرے قلم نے جواب دے دیا ہے اور میرے دل و دماغ نے ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ ہاں میری آنکھوں سے سیلاب ہے کہ رکنے کو نہیں آتا، قلم کو چھوڑ کر دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے خاموش بیٹھ گیا۔

ایک مسلمان لیڈی ڈاکٹر (میرٹھ کے ضلع میکشور) پر جو گزری اس کی آپ بیتی دلوں کو گھائل کر دیتی ہے اس نے زخمی حالت میں ہسپتال میں اپنا بیان اس طرح قلمبند کرایا:

میں حفظ صحت کے فرائض کی انجام دہی کے لیے اپنے خاوند کے ہمراہ گڑھ میکشور کے میلہ میں آئی۔ ایک رات ہمارے کیمپ پر اچانک حملہ ہوا اور آگ لگ گئی۔ ہم لوگ آگ بجھانے میں مصروف تھے کہ حملہ آوروں نے ہمیں چاروں طرف سے محصور کر لیا۔ میرا اسسٹنٹ ایک ہندو تھا جو بالعموم بڑی فرمانبرداری سے احکام بجا لاتا تھا۔ میں نے اسے اس موقع پر باہر بھیج دیا کہ وہ حملہ آوروں کو اپنے ارادے سے باز رکھے، لیکن وہ صرف مسکرا دیا۔ اس کی مسکراہٹ سے صاف عیاں تھا کہ وہ خود بھی حملہ کی سازش میں پوری طرح شریک تھا۔ ہم نے حتی الامکان مزاحمت کی، لیکن بے سود، آخر ہمیں پکڑ لیا گیا۔ حملہ آوروں کو اس بات کا بھی کچھ لحاظ نہ تھا کہ ہم ہسپتال کا عملہ تھے، جس کا مقصد ہندو اور مسلمان دونوں کی خدمت کرنا تھا۔

ہجوم میں سے ایک شخص نے مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا اور ایسی جگہ لے گیا جہاں کافی تعداد میں مسلمان عورتیں بے بسی کی حالت میں قید تھیں۔ ان میں سے کچھ بالکل برہنہ حالت میں تھیں اور باقی کے لباس تار تار تھے، حملہ آوروں نے یہاں پہنچ کر میرا لباس بھی نوچ کر تار تار کر دیا......" آگے جو سلوک ظالم درندوں نے ان کے ساتھ کیا قلم لکھنے سے عاجز ہے۔

11 ستمبر 1947ء کو جنگ سنگھ اور اس کے ڈوگرہ گروپ کا ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ سہ پہر کے وقت مسلم پناہ گزینوں سے بھری ہوئی ٹرین روانہ ہوئی۔ اس ٹرین کے ہمراہ اسٹیٹ فورس تھی۔ ٹینک بھی ساتھ ساتھ حرکت میں

آ گئے۔ جب یہ ٹرین ریاست کپورتھلہ کی سرحد کے قریب پہنچی تو جنگ سنگھ نے دیکھا کہ ٹرین کا اگلا ڈبہ پٹڑی سے اتر گیا ہے۔ وہ پیچھے مڑا تو کیا دیکھتا ہے کہ دو ہزار کے قریب سکھوں نے ٹرین پر حملہ کر دیا۔ جنگ سنگھ نے حملہ آوروں پر یورش کی اور مار بھگایا لیکن اس دوران سکھ بے شمار مسلمانوں کو قتل کر چکے تھے۔ لاتعداد زخمی ہوئے اور حملہ آور دو سو کے قریب عورتوں اور لڑکیوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد عورتوں اور بچوں کے ساتھ کیا بیتی اس کا لکھنا میرے بس سے باہر ہے۔

یہ گاڑی اس سے بھی پہلے کئی مقامات پر لٹ چکی ہے اور اس لوٹ میں ظالموں نے ایک تنکا تک نہ چھوڑا۔ مدافعت کی کوئی صورت نہیں رہتی' بالآخر روشنیاں گل کرنے کے بعد کھڑکیاں چڑھا دی جاتی ہیں اور پھر گہرا سکوت چھا جاتا ہے۔

اواخر اگست تک امرتسر' گورداسپور' فیروزپور' جالندھر' لدھیانہ اور ہشیار پور کے اضلاع میں 5 لاکھ مسلمان مردوں' عورتوں اور بچوں کو خاک و خون میں نہلا دیا گیا اور ایسے مسلمان جو راستے میں دریاؤں کی طغیانی' بھوک پیاس کے مصائب' درندوں کے شب خون اور جنرل ریس کی سرحدی افواج کی گولیوں کا شکار ہوئے' وہ بھی 5 لاکھ سے کم نہیں۔ پاکستان میں پہنچ کر راستے کے زہر آلود پانی زخموں' وباؤں اور سردی کی شدت سے مرنے والوں کی تعداد بھی 5 لاکھ کے قریب ہے۔ ان عورتوں' بچوں اور مردوں کی تعداد جو اغوا اور ارتداد کے چنگل میں پھنس کر مشرقی پنجاب میں رہ گئے' 10 لاکھ تک پہنچتی ہے۔

15 اگست 1947ء کا دن آیا تو آس پاس کی مخلوط آبادیوں کے مسلمان اپنی جانیں بچانے کے لیے بھوجیاں (ہندوستان) میں اکٹھے ہو چکے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب بھوجیاں ہندوستان کی جغرافیائی حدود کا حصہ بن چکا تھا' چنانچہ بھارتی فوج کی سرپرستی میں گردوپیش کے دیہاتی غنڈوں نے اس گاؤں پر حملہ کر دیا۔ اس کے نتیجے میں ہزاروں مسلمان شہید کر دیئے گئے اور ایک ہزار کے قریب مسلمان لڑکیاں اغوا کر لی گئیں۔

یہ تو چند واقعات ہیں جو عاجز نے جزوی طور پر درج کر دیے ہیں' نہ معلوم ایسے کتنے ہی دلخراش واقعات ہیں جن سے کتابیں بھری ہوئی ہیں' اور کتنے ہی دلسوز واقعات ایسے بھی ہیں جن کی رسائی ہم تک نہ ہو سکی۔ مسلمان مردوں' عورتوں' بچوں اور بوڑھوں نے حصول وطن کے لیے جو ان گنت جانی' مالی' عزت و ناموس کی قربانیاں دیں وہ تاریخ کا انمٹ حصہ بن چکی ہیں۔

بے شک! پاکستان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہم اسی وقت کر سکتے ہیں جب ہم اس مملکت کی اس بھاری قیمت سے واقف ہو جائیں جو ہمارے بزرگوں نے ادا کی تھی اور جسے بھارت کے مسلمان اور خاص طور پر مقبوضہ کشمیر کے مسلمان اب تک ادا کر رہے ہیں۔

لہو میں ڈوب کے پہنچے ہیں جو کنارے تک
وہ جانتے ہیں کہ یہ راہ کس قدر تھی کٹھن
سلام تم پر شہیدان عرصۂ تقسیم
کہ جان دے کے بچائی ہے آبروئے وطن

زندہ قومیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرتی رہتی ہیں' ماضی کی کوتاہیوں اور لغزشوں پر نظر رکھتی ہیں اور آئندہ اپنے آپ کو سنوارتی اور نکھارتی ہیں۔ اگر ہمارے اندر بھی زندگی کی کوئی رمق باقی ہے تو آیئے ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے اور ہوش وحواس کو بیدار کرتے ہوئے جائزہ لیں کہ اتنی عظیم الشان قربانیوں کے بعد ہم نے مختلف شعبہ ہائے حیات میں کس قدر تعمیر و ترقی کی ہے۔

آزادی حاصل کرنے کا اولین اور بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہم اغیار کی غلامی سے نجات پانے کے بعد صرف اور صرف رب کائنات کی غلامی میں آ جائیں اور ہماری زندگی کے تمام شعبہ جات نظام اسلام کے تحت بسر ہوں۔ ہماری تعلیم' ہماری معاش' ہماری معیشت' ہماری تجارت' ہماری سیاست اور ہمارا عدالتی نظام اسلام کے سچے اور ستھرے اصولوں کے مطابق

پاکستان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہم اسی وقت کر سکتے ہیں جب ہم اس مملکت کی اس بھاری قیمت سے واقف ہو جائیں جو ہمارے بزرگوں نے ادا کی تھی

چل سکے' اور ایک ایسا فلاحی معاشرہ وجود میں آئے جس میں امن اور خوشحالی کی خوشگوار فضا قائم ہو' جہاں احسان و مروت کے پھول کھلیں' عدل وانصاف کا سکہ رواں ہو' علم و ادب کے چراغ روشن ہوں اور طہارت و نظافت کے چشمے جاری و ساری ہوں' ایسا معاشرہ وجود میں آئے جہاں لوگ سکھ اور اطمینان کا سانس لے سکیں اور اپنوں ہی کو نہیں غیروں کو بھی عزت اور سلامتی مل سکے۔

کون نہیں جانتا کہ بغیر اصولوں اور ضابطوں کے کوئی انجمن' کوئی سکول اور کالج یہاں تک کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا

ہم قومی اقتدار اعلیٰ سے محروم ہو چکے ہیں اور ملک سخت خطرات سے دو چار ہے۔ یہ نتیجہ ہے اسلام سے بغاوت کا اور انجام ہے نظریۂ پاکستان سے انحراف کا

ادارہ بھی چل نہیں سکتا' لیکن بدقسمتی سے ہمارا ملک گزشتہ 58 سالوں سے اسلامی قانون کے بغیر ہی چل رہا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اسلامی نظام کا نفاذ کب ہوگا؟ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت' ہر آنے والی حکومت اپنی نئی عمارت بناتی ہے اور پیکجز کا اعلان کرتی ہے' وہ ہر نئے معاشی اور سیاسی پروگرام کا اعلان کرتی ہے مگر افسوس کہ اسلام کے نظام عدل وانصاف کے بارے میں خاموش رہتی ہے۔ یہ منافقت شروع ہی سے چلی آ رہی ہے۔ یاد رکھیے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور یہ جانی و مالی قربانیاں اسی لیے دی گئی تھیں۔

گویا پاکستان اور اسلام لازم و ملزوم ہیں۔ پاکستان اسلام کے بغیر ممکن ہو ہی نہیں سکتا' وہی سچا اور کھرا پاکستانی ہے جسے اسلام سے محبت ہے اور اسلامی نظام حیات ہی کو یہاں پسند کرتا ہے' اور اس کے لیے ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔ اور جنہیں اسلام سے محبت نہیں وہ کبھی بھی پاکستان کے لیے مخلص نہیں ہو سکتے ہیں' لہٰذا ایسے افراد کو پاکستانیوں پر حکومت کرنے کا قطعی کوئی حق نہیں ہے۔

اگر ہم گزشتہ حکومتوں کا جائزہ لیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہمارا تعلیمی نظام انگریز کا چھوڑا ہوا ہے۔ ہم نے اسے جوں کا توں رہنے دیا۔ اسلامی امنگوں کے مطابق ترتیب نہیں دیا ہے' جس کی وجہ سے ہمارے شاہین طلبہ' علم سے دور اور اخلاق سے عاری ہیں' اس کا اندازہ گزشتہ 58 سالوں میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے احاطوں میں دنگا فساد اور قتل و غارت کے واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔ اساتذہ میں تعلیم و تربیت دینے کا شعور جاتا رہا ہے۔ معاملہ صرف تھوڑا بہت کام چلانے تک رہ گیا ہے' نہ طلبہ کو تعلیم میں دلچسپی اور نہ اساتذہ کو انہیں قابل بنانے کا شوق بس یونہی خانہ پُری ہو رہی ہے۔ یاد رکھیے' کسی قوم کی تعمیر و ترقی کا راز نونہالان وطن کی صحیح خطوط پر تعلیم و تربیت میں مضمر ہوتا ہے۔

ہمارا عدالتی نظام بھی انگریز کا چھوڑا ہوا ہے۔ کسی وقت تو پھر بھی تھوڑا بہت انصاف مل جاتا تھا' لیکن اب وہ بھی ناپید ہو رہا ہے۔ معاشرے میں امن و سکون کا سکہ رواں کرنے کے لیے عدلیہ کا مضبوط ہونا انتہائی ضروری ہے' فوری اور جلد فیصلے لوگوں کو ذہنی آسودگی دیتے ہیں اور وہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں ترقی کرتے ہیں۔ یہاں سالہا سال تک مقدمات لٹکتے رہتے ہیں جس سے نہ صرف قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے بلکہ روپیہ پیسہ بھی برباد ہوتا ہے اور فریقین میں دشمنیاں الگ بڑھتی ہیں۔ اسلامی نظام عدل فوری اور جلد فیصلے کا ضامن ہے مگر افسوس کہ ہماری حکومتوں نے اس طرف توجہ نہ دی اور اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

ہمارا تجارتی نظام دھوکہ' فریب' ناجائز منافع کمانے اور سودی کاروبار پر مبنی ہے جس سے ہمارے اوپر خیر و برکت کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ کھانے پینے کی اشیاء بھی خالص نہیں ملتی ہیں' دودھ ہی کو لے لیجئے گوالے کبھی خالص دودھ مہیا نہ کریں گے خواہ آپ انہیں فی کلو 30 روپے بھی دے ڈالیں' اس دھوکہ اور فریب سے ہمارا

(باقی صفحہ 6 پر)

امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کا خط

ذمہ داران تنظیم اسلامی کے نام

محترم ذمہ دارانِ تنظیم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ گزشتہ سال ملک کی تاریخ کے ہولناک ترین زلزلہ کی تباہ کاریوں اور متاثرین کے لیے ضروری امدادی سرگرمیوں کے باعث ہم نے سالانہ اجتماع منسوخ کر دیا تھا۔ بعد ازاں مشورے کے بعد یہ طے ہوا کہ اپریل 2006ء میں تنظیم اسلامی کے ذمہ داران کا ایک آل پاکستان خصوصی اجتماع منعقد کیا جائے۔ اس کے لیے 2 تا 4 اپریل کی تاریخیں طے کر دی گئی تھیں۔

اس اجتماع سے ہمارے پیشِ نظر ذمہ دارانِ تنظیم بالخصوص نقباء وامراءِ مقامی کو نظام العمل کے حوالے سے مرکز کے ساتھ ہم آہنگ اور یکسو کرنا ہے۔ اجتماع کی نوعیت تربیتی ومشاورتی ہوگی۔ مزید برآں مختلف پہلوؤں سے فکر کی تازگی کے ساتھ ساتھ ذمہ داران کے باہمی ربط وتعلق میں اضافہ بھی پیشِ نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مقاصد کے حصول میں ہماری خصوصی نصرت فرمائیں۔ آمین!

الحمد للہ غور وخوض اور مشاورت کے مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد تنظیم میں دعوت کے کام کو زیادہ مؤثر بنانے کی خاطر باقاعدہ ایک مربوط نظام مرتب کیا جا چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تنظیم میں تصورِ اسرہ اور تنظیمی ڈھانچے کو اس کی حقیقی روح کے مطابق استوار کرنے کی خاطر حال ہی میں نظام العمل میں ضروری تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں اور مرکز تنظیم کی جانب سے نقباء وامراء کی تربیت کا سلسلہ بھی سہ روزہ تربیت گاہوں کی صورت میں شروع کر دیا گیا ہے۔ اس اجتماع میں اس کے مختلف پہلو آپ حضرات کے سامنے دوبارہ وضاحت کے ساتھ آ جائیں گے' ان شاء اللہ۔ مزید برآں دعوت اور تنظیم کے ان تقاضوں کے حوالوں سے ذمہ دار حضرات کو جن مشکلات کا سامنا ہے ان کو بھی اس اجتماع میں زیر بحث لایا جائے گا اور اُن کے حل کرنے کے حوالے سے شرکاءِ اجتماع کو تجاویز پیش کرنے کا موقع بھی فراہم کیا جائے گا۔

حال ہی میں تنظیم میں رائج نظامِ تربیت کے ازسرِنو جائزے اور نظرِ ثانی کے لیے اور اسے تنظیمی مقاصد اور اہداف کے ساتھ بہتر طور پر ہم آہنگ کرنے کی خاطر سفارشات مرتب کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو اس پر غور کر رہی ہے۔ اس حوالے سے ہم نے طے کیا ہے کہ اس اجتماع میں ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا جائے جس میں آپ حضرات کو گروپ میں تشکیل دے کر ''تربیت کیا اور کیسے؟'' کے عنوان سے مشورہ کر کے تجاویز مرتب کرنے کا موقع دیا جائے گا' تاکہ مرکز میں قائم تربیتی جائزہ کمیٹی آپ کی آراء سے استفادہ کر سکے۔

مختصراً یہ کہ اس اجتماع میں ذمہ داران حضرات سے درج ذیل دو مشاورتی امور پر اجتماع سے قبل غور وخوض کرنے اور اس اجتماع میں بروقت اور کل وقتی شرکت کرنے کی درخواست ہے۔

(i) دعوت وتنظیم کے تقاضوں کی ادائیگی میں مشکلات اور ان کا حل (ii) تربیت کیا اور کیسے؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں فکر وعمل دونوں پہلوؤں سے قرآن وسنت کی رہنمائی سے بہرہ ور فرمائے اور اس صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے اور اپنی دینی ذمہ داریوں کو بہتر طور پر سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام دعاجو ودعاگو

(حافظ عاکف سعید)
امیر تنظیم اسلامی

تنظیم اسلامی کا

آل پاکستان اجتماع ذمہ داران

2 تا 4 اپریل 2006ء بمقام: قرآن آڈیٹوریم' لاہور

منعقد ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

امراء ونقباء سے بروقت اور کل وقتی شرکت کی درخواست ہے۔ دیگر ذمہ داران کو بھی شرکت کی اجازت ہوگی۔

المعلن: ناظم اعلیٰ' تنظیم اسلامی' پاکستان

یادوں کی تسبیح

مری صُراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں — میں اپنی تسبیح روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

قاضی عبدالقادر

الحمدللہ اعتکاف کرنے کا بھی بہت دفعہ اتفاق ہوا۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ کا کتنا اثر انگیز جملہ ہے کہ ''آنکھوں کا نور شب بیداری سے بڑھتا اور زبان کی تاثیر ذکر کی کثرت سے پھیلتی ہے''۔ زندگی میں سب سے پہلا اعتکاف جب میں اپنی Teen-Age میں تھا' مسجد خضراء ہی میں کیا۔ آج کل تو اعتکاف کرنے والوں سے مسجدیں بھری ہوتی ہیں مگر پہلے ایسا نہ تھا۔ اب تو بہت سے نوجوان بھی اعتکاف کرتے ہیں لیکن پہلے عمر رسیدہ حضرات ہی یہ سعادت حاصل کرتے تھے...... اعتکاف کی یہ ''تقریب'' کچھ یوں ہوئی کہ جماعت اسلامی کے ہمارے ایک بزرگ ساتھی عبدالقوی صاحب جو عموماً ہر سال اعتکاف کیا کرتے تھے، انہوں نے اُس سال مسجد خضراء میں کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیوں نہ میں بھی آپ کا ساتھ دوں لیکن ساتھ ہی یہ خیال کر کے کچھ تردد ہوا کہ کھانے وغیرہ کا کیا بنے گا۔ میرا گھر دور ہے اور لانے والا بھی کوئی نہیں۔ وہ میری اس بات کو بھانپ گئے۔ کہنے لگے اگر تمہیں کھانے کا مسئلہ پریشان کر رہا ہے تو کوئی بات نہیں۔ میرے لئے کھانا آئے گا' وہ ہم دونوں مل کر کھالیا کریں گے۔ چونکہ ان کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی' نہ کوئی گھر تھا، اس لیے دفتر جماعت اسلامی میں قیام رہتا تھا اور ہوٹل سے کھانا کھاتے تھے...... میں نے بے تکلفی سے پوچھا کہ آپ کا کھانا کون سے آسمان سے نازل ہوگا تو کہنے لگے کہ اس سلسلہ میں بھائی جمیل صاحب (شیخ جمیل الرحمٰن صاحب مرحوم) نے باصرار آفر کی ہے کہ کھانا ان کے ہاں سے آیا کرے گا۔ بھائی جمیل صاحب کا مکان مسجد خضراء کے قریب ہی تھا۔ چنانچہ ہم نے ہامی بھر لی۔ ایک کونے پر عبدالقوی صاحب نے چادر تان لی' دوسرے پر ہم نے۔ کہتے ہیں ہر کونے پر ایک قطب ہوتا ہے۔ چنانچہ دو کونوں کے تو ''قطب'' آہی چکے تھے' باقی دو کونے خالی رہے۔

بھائی جمیل صاحب کے ہاں سے کھانا پابندی سے آتا رہا۔ بہت ہی مزیدار ہوتا تھا۔ اُن کی بیگم (جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے' اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے) غضب کا کھانا بناتی تھیں۔ دال اور سبزی تک میں ایک ''لطف'' پیدا کر دیتی تھیں۔ یوں نہاری بنانے میں بھائی جمیل صاحب ماسٹر تھے۔ اپنی بیگم سے اچھی نہاری بناتے تھے۔ قرآن اکیڈمی میں کئی بار پکا کر ہمیں کھلائی جسے کھانے کے بعد لوگ دیر تک انگلیاں چاٹتے رہے...... تو مسجد خضراء میں میرا یہ پہلا اعتکاف تھا۔ اس سلسلہ میں مسئلے مسائل کا ہمیں زیادہ پتہ نہیں تھا۔ ایک روز معلوم ہوا کہ ''الجزائر'' کی تحریک آزادی کی حمایت میں جماعت اسلامی ایک جلوس نکال رہی ہے۔ دوپہر کو قریب ہی فریئر روڈ سے گزرے گا۔ ہم اسے دیکھنے عین وقت پر مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور اس کا بچشم سر نظارہ کیا۔ عبدالقوی صاحب ناراض ہوئے کہ اعتکاف کی حالت میں تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اگلے دن اور غضب ہوگیا کہ رات کو تراویح کے بعد جمیعت کے چند رفقاء ہمیں باصرار چائے پلانے قریب کے ہوٹل میں لے گئے۔ ہم جو واپس آئے تو دیکھا کہ عبدالقوی صاحب غصہ میں بھرے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے ہمیں خوب ہی تو جھاڑ پلائی کہ اس طرح بلاضرورت مسجد سے باہر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ ہمیں ان کی ''جھاڑ'' کے بعد ہی اس کی ٹوٹ پھوٹ کا ''مسئلہ'' معلوم ہوا' ورنہ اب تک ہم بے خبر تھے۔ اس کے بعد کبھی ہم سے اس طرح کی ''حرکت'' سرزد نہیں ہوئی۔

مولانا سید سلیمان ندوی کا کتنا اثر انگیز جملہ ہے کہ ''آنکھوں کا نور شب بیداری سے بڑھتا اور زبان کی تاثیر ذکر کی کثرت سے پھیلتی ہے۔''

کراچی میں ایک ڈاکٹر عثمانی صاحب ہوتے تھے۔ جماعت کے پُرجوش رکن تھے اور ماچھی گوٹھ کے ''حادثہ'' کے بعد اتنے ہی ''پُرجوش مخالف'' بھی! کیماڑی میں مطب کرتے تھے۔ جماعت سے علیحدہ ہونے کے بعد کچھ عرصہ ڈاکٹر عثمانی صاحب اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مل کر کراچی میں کام کیا لیکن پھر بعض وجوہ سے نباہ نہ ہوسکا۔ ڈاکٹر عثمانی صاحب نے حزب اللہ کے نام سے ایک جماعت بنائی جس کا ایک مخصوص طریق کار تھا' جو ان کے خیال کے مطابق ''توحید'' کے گرد گھومتا تھا۔ بنوری ٹاؤن کے مدرسہ میں پڑھ کر باقاعدہ عالمِ دین کی سند بھی حاصل کی تھی۔ بھائی عبدالخالق صاحب چاندنہ مرحوم (جو بعد میں تنظیم اسلامی کے بزرگ رفیق رہے) اور شفیق پریس کے بھائی محمد عتیق صاحب' ڈاکٹر عثمانی صاحب کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ''مسجد توحید'' کے نام سے دو مساجد بنوائیں۔ ایک کیماڑی میں اور دوسری نارتھ ناظم آباد میں جہاں بلاک نمبر 4 میں اُن کا ایک بڑا رہائشی پلاٹ تھا جس کے اکثر حصہ پر مسجد کی تعمیر ہوئی۔ ان کا خیال تھا کہ مسجد ایسی ہو جیسی شروع میں مسجد نبویؐ ہوتی تھی۔ چنانچہ نیچے فرش کی جگہ کنکریاں اور اس پر چٹائیاں' کھجور کے تنوں کی جگہ لکڑی کے Pillars' اوپر چھت کی جگہ چٹائیوں کا چھپر۔ بجلی کا کنکشن مسجد میں نہیں لیا۔ لالٹین جلتی تھیں۔ عبدالقوی صاحب کے ساتھ مجھے بھی ان کی اس مسجد میں کئی سال اعتکاف کرنے کا اتفاق ہوا۔ ایک سال زور کی بارش ہوئی تو باقاعدہ چھت نہ ہونے سے ہم سب بھیگ گئے۔

لاہور قیام کے دوران جامع القرآن (قرآن اکیڈمی) میں بھی دو سال اعتکاف کیا۔ ناظم آباد میں جب رہائش تھی تو قریب کی مسجد میں سالہا سال اعتکاف میں بیٹھا۔ یہ کبھی کبھی نفل بھی ہو جاتا تھا۔ اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ میں نے مسجد میں چادر لگا کر جگہ مخصوص کر لی تھی۔ دفتر سے چونکہ چھٹی نہیں ملی تھی تو میں مسجد سے براہِ راست دفتر جاتا اور وہاں سے براہِ راست واپس مسجد اپنی جگہ پر آجاتا۔ آخری عشرہ میں گھر کا منہ تک نہیں دیکھا۔ کھانا گھر سے آجاتا تھا۔ جب نارتھ ناظم آباد شفٹ ہوا تو اپنے گھر کے قریب کی مسجد میں بھی اعتکاف کرتا رہا...... اب اس پیرانہ سالی اور مختلف عوارض میں مبتلا ہونے کے باوجود الحمدللہ پچھلے دو سال سے اپنی مسجد میں اعتکاف کر رہا ہوں...... بھائیو! اعتکاف کا مزہ ہی کچھ اور ہے...... غمِ جاناں اور غمِ دوراں سے ہٹ کر...... آدمی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتا ہے...... اللہ کے در کا بھکاری بن جاتا ہے اور حالت یہ ہو جاتی ہے کہ۔

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث دوست کہ تکرار می کنیم

بھائیو! اعتکاف کا مزہ ہی کچھ اور ہے...... غم جاناں اور غم دوراں سے ہٹ کر...... آدمی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتا ہے...... اللہ کے در کا بھکاری بن جاتا ہے

یہاں مجھے حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا ایک بہت ہی پیارا اور معرفت میں ڈوبا شعر یاد آ گیا۔

کوئی تجھ سے کچھ، کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی! میں تجھ سے طلب گار تیرا

تو میرے قارئین کرام! ہماری تمام سرگرمیوں کا مقصد اپنے رب کو راضی کرنا ہی ہونا چاہئے۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو پھر کیا ہے......بس پھر تو بیڑا پار ہے!!

مسجد خضراء کا ذکر آیا ہے تو ایک بات رہی جاتی ہے اور وہ یہ کہ ایک زمانہ میں میرا کئی سال تک معمول رہا کہ میں ہر جمعرات کی شب (یعنی شب جمعہ) مسجد خضراء میں تنہا عبادت میں گزارتا تھا۔ اس کے لیے امام صاحب سے اجازت لے لی تھی۔ عشاء کی نماز وہاں ادا کر کے فجر کی نماز تک وہیں پر رہتا تھا۔ فجر پڑھ کر گھر چلا جاتا تھا۔ رات کو مسجد کا خادم تمام بیرونی دروازے وغیرہ بند کر کے مسجد کے اندر ہی اپنے حجرہ میں جا سوتا تھا' جبکہ یہ گنہگار و عاصی بندہ اتنی بڑی مسجد میں رات بھر اکیلا کبھی قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتا' کبھی تسبیح و تحلیل کرتا' کبھی نوافل پڑھتا۔ دیر دیر تک گڑگڑا کر اپنے مالک سے دعائیں مانگتا...... اور پھر ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتا۔ خیال رکھتا کہ کوئی عمل خلافِ سنت نہ ہونے پائے...... اس کی خبر شاید چند ہی رفقاء کو تھی جنہوں نے مجھے وہاں آتے جاتے دیکھ لیا تھا۔

عطار ہو' رومی ہو' رازی ہو' غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا' بے آہِ سحرگاہی

......اور......

گراں بہا ہے ترا گریۂ سحر گاہی
اسی سے ہے ترے نخلِ کہن کی شادابی

......اور......

کیا عجب میری نوائے سحرگاہی سے
زندہ ہو جائے وہ آتش کہ تری خاک میں ہے

(چونکہ میں اپنی ''خودنوشت'' تحریر کر رہا ہوں اس لئے دل پر جبر کر کے زندگی کے یہ واقعات تحدیث نعمت کے طور پر تحریر کئے گئے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ شیطان کہیں میرے دل میں کسی قسم کے غلط وسوسے نہ پیدا کر دے۔)

مرغوب احمد کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ ہمارے بہت ہی ہر دلعزیز اور انتھک کام کرنے والے رفیق تھے۔ این ای ڈی انجینئرنگ کالج سے ڈگری حاصل کر کے امریکہ اعلیٰ تعلیم کے لیے چلے گئے' بس وہیں پر ان کا انتقال ہو گیا۔ میت کراچی لائی گئی۔ تابوت کھولا گیا۔ چہرہ دیکھا تو اس پر مسکراہٹ تھی۔ پھول کی طرح تازہ لگتا تھا' معلوم ہوتا تھا جیسے سو رہے ہوں

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

کئی سال کے بعد کا واقعہ ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ مسجد خضراء میں نماز جمعہ ادا کر رہا ہوں۔ تکبیر اولیٰ سے قبل میں نے یونہی پیچھے دیکھا تو حیران رہ گیا۔ پچھلی صف میں مرغوب احمد مرحوم کھڑے تھے۔ جی چاہا کہ ان سے لپٹ جاؤں کہ نماز شروع ہو گئی اور ہم نے نیت باندھ لی۔ سلام پھیرنے سے قبل ہی آنکھ کھل گئی۔ ع ایک تیر میرے سینہ میں مارا کہ ہائے ہائے! ہمارے عزیز رفیق عبدالمجیب ایک روز ملے تو میں نے اُن سے اپنے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ کہنے لگے کہ بالکل اسی طرح اسی تفصیل کے ساتھ میں نے بھی خواب دیکھا ہے...... معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد بھی کراچی جمعیت کے رفقاء کی روحوں کا مرکز مسجد خضراء ہی ہے!

(جاری ہے)

خطرناک غلطیاں

انتخاب: بنت فرمان الٰہی

- ☆ اس خیال میں مست رہنا کہ میں ہمیشہ تندرست' خوبصورت اور تونگر ہی رہوں گا۔
- ☆ اس نیت سے عیب کرنا کہ صرف دو چار مرتبہ کر کے چھوڑ دوں گا۔
- ☆ اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اس کے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا۔
- ☆ ہر ایک انسان کے متعلق ظاہری صورت دیکھ کر رائے قائم کرنا۔
- ☆ کسی کام کو ادھورا چھوڑ کر دوسرے وقت پر مکمل کرنے کی امید رکھنا۔
- ☆ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا اور کسی خدائی عطیہ کا اُمیدوار رہنا۔
- ☆ اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرنا اور اولاد سے اس کی توقع رکھنا۔
- ☆ جو کام اپنے سے نہ ہو سکے' اسے سب کے لیے ناممکن خیال کرنا۔
- ☆ لوگوں کی تکلیف میں حصہ نہ لینا اور پھر ان سے ہمدردی کی اُمید رکھنا۔
- ☆ ہر ایک سے بدی کرنا اور خود آرام میں رہنے کی توقع رکھنا۔
- ☆ بغیر کافی ذریعۂ اطمینان کے محض کسی کی قسم پر اعتبار کر لینا۔
- ☆ بیکاری میں آئندہ کے لیے خیالی پلاؤ پکانا اور خوش رہنا۔
- ☆ اپنے آپ کو سب سے زیادہ عقل مند اور لائق آدمی تصور کرنا۔

(ماخوذ: مخزن اخلاق)

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرِ نگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹراساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی / Elisa Method کے ساتھ ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 2000 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب: 950۔بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

ایوان اقتدار کے غلط فیصلے اور فوج

کنور انتظار محمد خان

تجارتی فرم کے منیجر نے مالک کو بتایا کہ لوگ فرم کے واجبات ادا نہیں کرتے۔ فیصلہ ہوا کہ واجبات کی وصولی کے لیے گورکھا رکھ لو۔ کچھ عرصے بعد مالک کے پوچھنے پر منیجر نے بتایا کہ لوگوں سے واجبات گورکھا کے ذریعے وصول ہو گئے ہیں لیکن اب گورکھا یہ رقم نہیں دے رہا۔ کچھ ایسا ہی احوال پاکستان میں ہو رہا ہے۔ ایک خبر یہ ہے کہ اکبر بگٹی کو دبانے کے لیے کلپڑوں کو ملتان اور دوسرے شہروں سے لا کر ڈیرہ بگٹی اور بلوچستان کے دوسرے علاقوں میں لایا جا رہا ہے' انہیں مسلح کیا جا رہا ہے اور دوسری مراعات سے نوازا جا رہا ہے۔ کیا موجودہ حالات کا یہی ایک حل ہے۔

جنرل ضیاء الحق کے دور میں سندھ میں زبان کے مسئلے پر بھارتی ایجنسی "را" کی برانگیخت پر گڑبڑ ہوئی۔ سندھی بولنے والوں نے پاکستان کے خلاف آواز بلند کی۔ سندھو دیش کا نعرہ بھی لگا۔ "نہ کھپے نہ کھپے پاکستان نہ کھپے" کے نعرے بھی گونجے۔ ان حالات میں پاکستان کے خلاف کام کرنے والوں کے خلاف غداری کے جرم کے تحت ریاست کو کارروائی کرنا چاہیے تھی۔ یہ سب پھانسی کے حقدار تھے لیکن قانونی کارروائی کرنے کی بجائے اردو بولنے والوں کو کھڑا کر دیا گیا۔ مہاجر قومی موومنٹ سیاسی افق پر ظاہر ہوئی۔ ریاستی مشینری نے اس تنظیم کو مضبوط کیا۔ یہ سندھ کے شہروں میں اس درجہ چھا گئی کہ بے لگام ہو گئی۔ اپنے مخالف کا خاتمہ اس کی پالیسی بن گیا۔ چنانچہ ایوان اقتدار سے الطاف حسین کے خلاف آفاق احمد کو تیار کیا گیا اور مہاجر قومی موومنٹ (حقیقی) وجود میں آئی۔ 1992ء میں الطاف حسین کی مہاجر قومی موومنٹ کو غدار قرار دے کر آفاق احمد کو کراچی کے دفاتر کا قبضہ دلایا گیا۔ پہلے ہی روز 35 افراد مارے گئے۔ اس وقت آئی ایس آئی کے سربراہ جاوید ناصر اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف جنجوعہ تھے۔ آج الطاف حسین محب وطن اور آفاق احمد غدار ہے۔ قوم پریشان ہے۔ کراچی میں قتل و غارت کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ان تنظیموں سے منسلک نوجوان کھلے عام شہریوں کو لوٹ رہے ہیں۔ یقیناً ایوان اقتدار کا یہ فیصلہ صریحاً قوم کے مفاد کے خلاف تھا۔

ضیاء الحق کے دور میں امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے کا دفتر اسلام آباد میں قائم کرنے کا فیصلہ بھی قوم کے مفاد کے خلاف تھا' کیونکہ سوویت یونین کے انہدام کے بعد امریکہ اور مسیحی اتحاد کا اگلا ہدف اسلام اور مسلمان ممالک ہیں۔ اس فیصلہ کے نتیجہ میں سی آئی اے نے پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف بھارتی ایجنسی را' اسرائیلی ایجنسی موساد اور برطانوی ایجنسی M1-6 سے گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ دہلی اور تل ابیب میں ان کے اجلاس ہو چکے ہیں۔ یہ ایجنسیاں مسلمانوں کے خلاف اشتراک عمل پر متفق ہیں۔ سی آئی اے کے اسلام آباد دفتر کی سرگرمیاں اب بھی جاری ہیں۔ قابل افسوس امر یہ ہے کہ پاکستان کے ایوان اقتدار کے فیصلے کی روشنی میں ہماری مایہ ناز خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی' سی آئی اے سے تعاون کر رہی ہے۔ اس طرح ہم نے اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کر دیا ہے۔ سی آئی اے نے پورے پاکستان میں اپنا جال بچھا دیا ہے۔ صحافی' وکلاء' سماجی کارکن' سیاست دان' صنعت کار اور دیگر بااثر افراد سب سی آئی اے کے دام میں پھنسے ہیں۔ یہ صورت حال پاک فوج اور ملک پاکستان کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ ہماری حکومت' پاک فوج اور آئی ایس آئی کے محب وطن افسران کو سی آئی اے کے جال سے قوم کو نکالنے کے لیے مؤثر لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا۔

پاکستان کو سب سے زیادہ نقصان افغانستان پر امریکی حملے کے لیے پاکستان کے ہوائی اڈے' فضا کے استعمال اور

طالبان کے دور میں افغانستان کی حیثیت پاکستان کے ایک صوبے کی سی تھی لیکن بے گناہ مسلمانوں کو ناحق مروایا گیا اور آج افغانستان میں پاکستان مخالف حکومت قائم ہے۔ ستر ہزار فوج مغربی سرحد پر لگانا پڑی

طالبان کے خلاف خفیہ معلومات نے پہنچایا۔ یہ حقیقت میں پاکستان کے خلاف سب سے زیادہ غلط فیصلہ تھا' جو ایوان اقتدار سے صادر ہوا۔ یہ فیصلہ صرف ایک شخص نے اپنا غیر قانونی اقتدار بچانے کے لیے کیا۔ بعد میں اس کی وضاحتیں بھی کی گئیں۔ طالبان کے دور میں افغانستان کی حیثیت پاکستان کے ایک صوبے کی سی تھی۔ لیکن بے گناہ مسلمانوں کو ناحق مروایا گیا اور آج افغانستان میں پاکستان مخالف حکومت قائم ہے۔ ستر ہزار فوج مغربی سرحد پر لگانا پڑی۔ بلوچستان میں باغیوں کے لیے اسلحہ افغانستان ہی سے آ رہا ہے۔ اس فیصلے سے پہلے نتائج پر غور کر لیا جاتا تو پاکستان اور مسلمانوں کو یہ نتائج نہ بھگتنا پڑتے۔

صوبہ سرحد کے قبائلی علاقہ جات میں افغان جہاد کے دور سے دوسرے ملکوں سے مجاہدین آ کر آباد ہو گئے۔ مقامی لوگوں میں ان کی شادیاں بھی ہوئیں۔ افغان جہاد ختم ہونے کے بعد بہت سے مجاہدین یہیں آباد رہے۔ انہیں کئی عشرے ہو گئے۔ لیکن امریکی ہدایات پر ایوان اقتدار نے پھر ایک غلط فیصلہ کیا۔ اس علاقے میں آباد ان مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی زمین تنگ کر دی گئی۔ بے گناہ لوگوں پر بمباری کی گئی۔ جبکہ پاک فوج کے افراد بھی مارے گئے۔ امریکہ کی خاطر پاک فوج کو اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف استعمال کیا گیا۔ اس طرح اس علاقے میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ پاک فوج کی اعلیٰ قیادت کو اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنا چاہیے۔

چودہ کروڑ آبادی والے پاکستان میں قابل اور اہل افراد کی کمی نہیں۔ کسی بھی ملک میں کسی غیر ملکی یا طویل عرصہ تک غیر ملک میں آباد کسی شخص کو اقتدار سونپا نہیں جاتا۔ اندرا گاندھی کے بیٹے راجیو گاندھی نے اطالوی نژاد سونیا سے شادی کی۔ شادی کے بعد سونیا لگاتار بھارت رہی۔ راجیو کے قتل کے بعد بھی اس نے بھارت نہ چھوڑا۔ وہ کانگریس کی قیادت کرتی رہی۔ لیکن انتخاب میں کامیابی کے بعد اسے زمام حکومت نہ سونپا گیا۔ بلکہ بھارت کے مستقل رہائشی من موہن سنگھ کو وزیراعظم بنایا گیا۔ لیکن پاکستان کی بات ہی نرالی ہے۔ 1993ء میں امریکہ میں تیس سال سے مقیم مشکوک شخص معین قریشی کو پاکستان کا وزیراعظم بنا دیا گیا اور اب سٹی بنک امریکہ کے ملازم شوکت عزیز کو قربانیوں سے حاصل کیا ہوا ملک سپرد کر دیا گیا۔ پاک فوج کو اس بارے میں سوچ بچار کرنا چاہیے۔

پاکستان کے ایوان اقتدار سے عجیب و غریب فیصلے صادر ہوتے ہیں۔ بعض تو اب تک پُراسرار ہیں۔ بے نظیر بھٹو نے بطور وزیراعظم بجلی کے بارے میں جو معاہدے کیے وہ پاکستان کے مفاد کے بالکل خلاف تھے۔ خود بجلی گھر تعمیر کیے' چالو ہوئے اور پھر بڑی کم قیمت پر غیر ملکیوں کو فروخت کر کے زیادہ قیمت پر ڈالروں میں بجلی خریدی گئی۔ پھر اعلان ہوا کہ پاکستان کی بجلی کی پیداوار کھپت سے بہت زیادہ ہے۔ ہندوستان کو بجلی فروخت کرنے کے لیے واپڈا کے چیئرمین جنرل ذوالفقار علی کو بھارت بھیجا گیا۔ جمالی کے دور میں اعلان ہوا کہ گندم کی ریکارڈ پیداوار ہوئی' گندم برآمد ہو گی۔ لیکن پھر گندم کی قلت کا اعلان ہوا اور گندم درآمد کی گئی۔ چینی کے کارخانے دن رات پیداوار میں مصروف ہیں۔ اعلان ہوتا رہا کہ چینی ملکی کھپت سے زیادہ برآمد ہو گی' پھر یکدم چینی کے نرخ بڑھا دیئے گئے۔ پاکستان میں صنعت کار مشترکہ اجلاس میں قیمتیں بڑھاتے ہیں۔ سیمنٹ کی قیمت عسکریہ سیمنٹ کی وجہ سے 150 روپے فی بوری کم ہوئی۔ جنرل جہانگیر کرامت نے دباؤ کے باوجود سیمنٹ پیدا کرنے والے صنعت کاروں کے مطالبے پر قیمت بڑھانے سے انکار کر دیا۔ لیکن جنرل پرویز مشرف کے دور میں وہ قیمت بڑھوانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ تمام واقعات تحقیق کے طالب ہیں۔

پاکستان کے ایوان اقتدار کے پاکستان کے مفاد کے خلاف فیصلے ہر صورت میں پاک فوج پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اقتدار پر قابض شخص تو چلا جاتا ہے لیکن ملک' قوم اور فوج کو اس کے نتائج بھگتنا پڑتے ہیں۔ ان غلط فیصلوں کا نقصان ملک و قوم ہی کو ہے۔ چنانچہ پاک فوج کو ملک و ملت کے مفاد کی خاطر اقدامات کرنا ہوں گے۔

دعائے مغفرت

☆ بہاولنگر کے شیخ یاسین کی اہلیہ کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مسلمان اور اسلام

سردار اعوان

اس سال سپریم کورٹ نے بسنت کے موقع پر ہونے والی پتنگ بازی پر پابندی عائد کر دی تھی لیکن بعد میں حکومت پنجاب کی خصوصی درخواست پر اس میں نرمی اختیار کرنا پڑی جس کے نتیجے میں لاہور میں کئی ہلاکتیں ہوئیں جن میں زیادہ تعداد چھوٹے بچوں کی ہے' جو بہت ہی اندوہناک بات ہے۔ وہ کون لوگ اور کیا اسباب ہیں جن کی وجہ سے ہماری حکومت اور عدالت عظمیٰ اس جان لیوا پتنگ بازی پر پابندی لگانے سے قاصر ہیں' اس سے قطع نظر جو بات سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ ہے کہ کیا عوام اس قدر بے حس اور بے جان ہو چکے ہیں کہ وہ اس قسم کے ہلاکت خیز مشاغل پر حکومت کو پابندی لگانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔

اس دوران توہین رسالتؐ پر مبنی کارٹون شائع کرنے پر مغربی پریس کے خلاف مظاہرے بھی ہوئے ہیں۔ ان میں بعض پر تشدد واقعات میں کچھ لوگ ہلاک بھی ہوئے ہیں۔ اِس سے محسوس ہوتا ہے کہ لوگوں میں بہر حال نبی ﷺ کی ذات کے لیے عقیدت اور غیرت کا ایک جذبہ موجود ہے جسے اگر صحیح طور پر بروئے کار لایا جا سکے تو نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ کام بطور خاص ہمارے دینی زعماء کے کرنے کا ہے۔ انہیں چاہیے کہ اسلام میں فرائض و نوافل کی اہمیت میں جو فرق ہے اس سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ کسی مسلمان کا عابد و زاہد اور متقی ہونا الگ بات ہے لیکن کسی مسلمان کا دین کے فرائض سے غفلت یا پہلو تہی اختیار کرنا نہ صرف اسلام کے لیے بدنامی کا باعث بن رہا ہے' خود مسلمانوں کے لیے بھی ذلت اور رسوائی کا سبب بن رہا ہے۔ ارکان اسلام کا جہاں تک تعلق ہے' ان کی فرضیت سب مسلمانوں پر واضح ہے اور الحمد اللہ بہت حد تک اس پر عمل ہو رہا ہے لیکن اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا جہاں تک تعلق ہے اس پر عمل تو کجا' مسلمانوں کو یہ تک معلوم نہیں کہ یہ بھی ایک فرض ہے اس لیے کہ بعض مفسرین اور محدثین خود اسے فرض قرار نہیں دیتے حالانکہ اسلام محض عقائد اور رسومات کا مجموعہ نہیں' اس کا اہم ترین پہلو' نظام عدل اجتماعی کا قیام ہے جو آج پوری دنیا میں کہیں موجود نہیں۔ اگر یہ نظام کہیں موجود ہوتا تو یہ حال نہ ہوتا کہ امریکہ مسلمانوں کو جس بے دردی سے چاہتا ہلاک اور برباد کرتا پھرتا' اور ہمارے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی۔ مسلمان تو کیا' اسلام کسی بھی جاندار شے پر ظلم ڈھانے کی اجازت نہیں دیتا۔

"لوگ تم سے پوچھتے ہیں مہینہ حرام کو کہ اس میں لڑنا کیسا ہے' کہہ دو لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اس کو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا لوگوں کو وہاں سے اس سے بھی زیادہ گناہ ہے اللہ کے نزدیک۔ (2:217)

طالبان کا اس کے سوا کیا جرم تھا کہ وہ اسلام پر عمل کرنا چاہتے تھے' جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کو چھوڑیئے' خود اپنے ملک کے اندر بلوچستان یا وانا میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی پر ہمیں کوئی ملال نہیں ہوتا۔ ایسا کیوں ہے کہ ہم بنیادی انسانی

> **ہمارا اصل مسئلہ شخصیات نہیں' مروجہ کرپٹ اور استحصالی نظام ہے جس سے ایک طرف عیاشیاں عام ہیں اور دوسری طرف غربت اور افلاس کا دور دورہ ہے**

اقدار سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اس کا اکثر جواب یہ ملتا ہے کہ ہمارے ہاں جمہوریت نہیں' فوج ناجائز طور پر حکومت پر قبضہ کر لیتی ہے۔ بینظیر اور نواز شریف کو واپس نہیں آنے دیا جاتا وغیرہ لیکن جو اصل مسئلہ ہے اس کی کوئی بات نہیں کرتا۔

اسلام کے نظام عدل میں سب سے زیادہ اہمیت معاشی عدل کو حاصل ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اسلام نے سود کو نہ صرف حرام قرار دیا بلکہ اس کے خلاف اللہ اور رسول ﷺ کا اعلان جنگ ہے۔ مگر جب اس کی بات ہوتی ہے تو اکثر بوڑھوں اور بیواؤں کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ ان کا اس کے سوا کوئی ذریعۂ روزگار نہیں' حالانکہ سود کے خاتمہ سے معاش کا دائرہ تنگ نہیں' وسیع ہوگا' نیز کفالت عامہ ریاست کے ذمہ ہوگی۔ یہ نہیں کہ بوڑھوں اور بیواؤں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ ہمارا مذہبی طبقہ بھی سود کے لیے حیلے بہانے تلاش کرنے پر اکتفا کر لیتا ہے۔ اس کے دینی اور دنیاوی نقصانات اور تباہ کاریاں بیان نہیں کرتا۔ شاید اس لیے کہ ہم اس باطل نظام میں زندہ رہنے کے عادی ہو گئے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہم مسلمان ہیں اس لیے ہم جنت میں جائیں گے' دوزخ میں کافر جائیں' اس لیے ہمیں کوئی تشویش نہیں ہوتی۔ دنیا کو ہم صرف دنیا کمانے کی جگہ سمجھتے ہیں حالانکہ نبی ﷺ نے جن کی محبت کا ہم دم بھرتے ہیں' تمام مصائب اور مشکلات اسی دنیا میں ایک عادلانہ نظام قائم کرنے کے لیے برداشت کی تھیں۔

اسلام کے نام پر بننے والی اس مملکت خداداد پاکستان میں عدل کی صورت حال کے بارے میں چند ماہ قبل ایک انگریزی جریدہ میں مضمون شائع ہوا تھا جس کا آغاز ان الفاظ میں ہوتا ہے:

Pakistan is at a crossroads. This sounds like a cliche and may be it is. We always seem to be at some kind of a crossroad, But leaving that paradox aside, the issue at hand is slightly different. There are clear signs that certain classes in Pakistan are having a great time currently. Their income is increasing rapidly, their asset base is expanding, and they seem to be moving to a level of consumerism where they can match some of the more fortunate classes of the developed world. But there are large numbers..... perhaps as much as 70-80 per cent of the population of Pakistan..... who face a fairly constrained financial situation. Their asset base is static or losing value, their income is losing out in nominal terms or in real terms. And it is definitely losing out in relative terms.

ترجمہ: پاکستان ایک چوراہے پر کھڑا ہے یہ ایک محاورہ بن گیا ہے اور شاید حقیقت بھی ہے کہ ہم ہمیشہ کسی نہ کسی چوراہے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ قطع نظر اس کے' اس وقت مسئلہ ذرا مختلف ہے' یعنی اس وقت پاکستان میں بعض طبقے ایسے ہیں جن کی "پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں" ہے۔ ان کی آمدنی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ان کے

(باقی صفحہ 16 پر)

ایک منٹ چودہ سیکنڈ

جاوید چودھری

ولیم بالم امریکہ کا ایک ناکام لکھاری تھا۔ اس کے والدین پولینڈ سے امریکہ آئے اور پوری زندگی خوش حال ہونے کی کوشش کرتے رہے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ مرنے سے پہلے یہ خواہش ولیم بالم کو ترکے میں دے گئے۔ ولیم بالم نے اکاؤنٹنگ کی تعلیم حاصل کی۔ اسے کالج سے واجبی سی ڈگری ملی۔ وہ مختلف دفتروں میں دھکے کھاتا رہا لیکن اسے اپنی منشاء کے مطابق نوکری نہ مل سکی۔ اس نے تنگ آ کر امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت کر لی۔ وہ دفتر خارجہ کے کمپیوٹر سیکشن میں نچلے درجے کا کلرک بھرتی ہو گیا۔ ویت نام کی جنگ شروع ہوئی تو اسے امریکی حکومت کا ملازم ہونے پر شرمندگی ہونے لگی۔ اس نے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد اس نے چند دوستوں کے ساتھ مل کر ایک خفیہ اخبار ''واشنگٹن فری پریس'' نکالا۔ یہ ایک باغی اخبار تھا' لہٰذا یہ اخبار اس کا ذریعہ روزگار نہ بن سکا۔ یہ مشغلہ ختم ہوا تو اس نے لکھنے لکھانے کا پیشہ اختیار کیا۔ امریکی حکومت کی استعماری پالیسیاں اس کا موضوع تھیں۔ اس نے ''کلنگ ہوپ'' کے نام سے کتاب لکھی لیکن یہ کتاب کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کے بعد وہ مختلف اخبارات' رسائل اور میگزینز میں مضامین لکھتا رہا لیکن اسے زیادہ قارئین نہ ملے۔ نائن الیون کے بعد اس نے ''روگ سٹیٹ'' کے نام سے ایک اور کتاب لکھی مگر یہ کتاب بھی اس کی پچھلی کتابوں کی طرح ناکام ہو گئی۔ وہ تھک گیا۔ اس کی عمر 74 سال ہو گئی تھی لہٰذا اس نے ریٹائر ہونے کا فیصلہ کیا۔ ولیم نے واشنگٹن ڈی سی میں ایک کمرے کا سٹوڈیو فلیٹ لیا اور اس فلیٹ میں تنہائی کی زندگی گزارنے لگا۔ وہ سارا دن ٹیلی ویژن دیکھتا' اخبارات اور کتابیں پڑھتا اور سو جاتا۔ اس کی واحد تفریح کنکٹی کٹ ایونیو کا چکر لگانا تھا۔ وہ اپنے فلیٹ سے اترتا اور ہلکے ہلکے قدموں سے اس ایونیو کے ایک سرے سے دوسری سمت تک جاتا اور وہاں سے واپس آ جاتا۔ اس کی خوراک انتہائی کم اور ضروریات زندگی نہ ہونے کے برابر تھیں۔ لہٰذا پنشن اور کچھ ناکام کتابوں کی کمائی سے اس کا گزارہ ہو جاتا تھا لیکن پھر اچانک اس کے مقدر کا ستارہ چمکا اور وہ امریکہ کا مشہور ترین شخص ہو گیا۔ ایک دن میں اس کے لیے دو ہزار ایک سو کیس ٹیلی فون کالز آئیں' یہ اتنی بڑی تعداد تھی کہ ٹیلی فون کمپنی کی لائنیں جام ہو گئیں۔ فروری کے مہینے میں امریکی اخبارات میں اس کے فلیٹ کی اتنی تصویریں شائع ہوئیں کہ کنکٹی کٹ ایونیو پر پراپرٹی کی قیمتیں دوگنا ہو گئیں۔ ولیم بالم کے اس مقدر کے پیچھے اسامہ بن لادن کا ہاتھ تھا۔ جی ہاں یہ اسامہ بن لادن تھا جو بوڑھے ولیم بالم کی قسمت بدلنے کا سبب بنا۔

جنوری کے آخری ہفتے میں اسامہ بن لادن نے اپنی نئی کیسٹ جاری کی تھی۔ اس کیسٹ میں انہوں نے بش سمیت تمام امریکیوں کو مخاطب کیا۔ اس خطاب میں انہوں نے ولیم بالم اور اس کی کتاب ''روگ سٹیٹ'' کا ذکر کیا اور پوری امریکی قوم کو مشورہ دیا ''اگر آپ لوگ امریکہ کو بچانا چاہتے ہیں تو آپ ولیم بالم کی کتاب پڑھیں۔ یہ شخص تمام امریکیوں سے زیادہ ذہین اور سمجھدار ہے۔'' اسامہ بن لادن نے ولیم بالم کا لکھا ہوا ایک پیراگراف بھی پڑھا' اس پیراگراف میں ولیم بالم نے لکھا تھا: ''اگر میں امریکہ کا صدر ہوتا تو میں چند دنوں میں امریکہ پر ہونے والے حملے رکوا سکتا تھا۔ میں سب سے پہلے ان تمام بیوہ خواتین اور یتیم بچوں سے معافی مانگتا جو امریکی حملوں کا شکار ہوئے۔ اس کے بعد میں امریکی بربریت اور تشدد کے شکار لوگوں سے معافی مانگتا اور اس کے بعد ان کروڑوں لوگوں سے معذرت کرتا جو امریکہ کی نوآبادیاتی سوچ کا نشانہ بن رہے ہیں۔ یوں میں چند دنوں میں امریکہ کے خلاف موجود نفرت مٹا دیتا''۔

> اگر میں امریکہ کا صدر ہوتا تو امریکی بربریت اور تشدد کے شکار لوگوں سے معافی مانگتا اور اس کے بعد ان کروڑوں لوگوں سے معذرت کرتا جو امریکہ کی نوآبادیاتی سوچ کا نشانہ بن رہے ہیں

اسامہ بن لادن کے ان الفاظ کی دیر تھی ولیم بالم چند گھنٹوں میں امریکہ کا ''ہاٹ کیک'' بن گیا۔ اس سے پہلے ولیم بالم کی کتاب ویب سائٹ پر 205765 ویں نمبر پر تھی اب ولیم بالم کی کتاب 26 ویں نمبر پر آ گئی۔ امریکہ کے گیارہ بڑے پرنٹنگ پریسوں نے دو دو شفٹوں میں کام کیا اور تب جا کر اس کتاب کی مانگ پوری ہوئی۔ ولیم بالم نے صرف ایک مہینے میں ایک سو ملین ڈالر کمائے۔ وہ شخص جو پندرہ جنوری تک دوسری ڈبل روٹی کا روادار نہیں تھا وہ پندرہ فروری تک ارب پتی بن چکا تھا اور اس کے گھر کے سامنے پبلشروں کی لائن لگی تھی۔ یہ تمام لوگ اس کے ساتھ نئی کتابوں کا معاہدہ کرنا چاہتے تھے لیکن ولیم بالم ان لوگوں کو اپنے تین سیکرٹریوں کے حوالے کر کے گالف کھیلنے چلا جاتا تھا۔ ولیم بالم کو اس وقت تک امریکہ کی 18 اور یورپ کی 21 یونیورسٹیوں سے خطاب کی دعوت مل چکی تھی جبکہ سو کے قریب نوخیز خواتین اس کے ساتھ شادی کی متمنی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے وہ شہرت' نیک نامی اور دولت جو اسے چالیس برس کی مسلسل محنت سے نہ مل سکی وہ دولت اور وہ شہرت اسے اسامہ بن لادن کے ایک منٹ چودہ سیکنڈ کے ذکر نے دے دی۔

میں نے جب ولیم بالم کا یہ واقعہ پڑھا تو یقین کریں مجھے بڑی جلن ہوئی۔ مجھے ولیم بالم اپنا دشمن محسوس ہوا اور میں نے سوچا میں بھی دو کتابوں کا مصنف ہوں اور یہ کتابیں پچھلے پانچ برس سے ٹھیک ٹھاک بزنس کر رہی ہیں لیکن افسوس اسامہ بن لادن کو یہ کتابیں دیکھنے کی توفیق نہ ہوئی۔ اگر وہ ان پر ایک نظر ڈال لیتے اور اپنی اس کیسٹ میں آدھا منٹ میرا ذکر کر دیتے تو آج میں بھی ارب پتی ہوتا' میرے گھر کے سامنے بھی کیمرے نصب ہوتے اور دنیا جہان کے رپورٹر میرے تعاقب میں ہوتے اور میں بھی انہیں اپنے تین سیکرٹریوں کے حوالے کر کے گالف کھیلنے چلے جاتا۔ میں بھی کیوبا کے انتہائی مہنگے سگار خریدتا اور یہ سگار سلگا کر پوری دنیا کو شیخ رشید کی طرح دیکھتا۔ مجھے محسوس ہوا اگر اسامہ بن لادن کے دل میں اپنے پاکستانی بھائیوں کے لیے ذرا سی بھی ہمدردی ہوتی تو آج میں بھی امیر ہوتا لیکن افسوس انہوں نے جب کسی غریب مصنف کو فائدہ پہنچانے کا فیصلہ کیا تو ان کی نظر انتخاب بھی امریکی رائیٹر پر ہی پڑی۔ گو اس سارے کھیل میں مجھے اربوں روپے کا نقصان پہنچ چکا ہے لیکن اس کے باوجود مجھے خوشی ہے کہ عالمی مارکیٹ کے ہاتھ اپنی مصنوعات کی پبلسٹی کے لیے ایک نیا طریقہ ہاتھ آ گیا ہے۔ اب اگر کوئی جوتے بنانے والی کمپنی ڈیفالٹ کے قریب پہنچے گی تو اس کی کوشش ہو گی کہ وہ کسی نہ کسی طریقے سے اسامہ بن لادن کو قائل کر لے اور وہ اپنے خطاب میں امریکیوں کو اس کمپنی کے جوتے استعمال کرنے کا مشورہ دے دیں۔ اسی طرح وہ جو کمپیوٹر استعمال کرتے ہیں' وہ جس کمپنی کے مشروبات اور قہوہ پیتے' وہ جس کمپنی کا ٹوتھ برش اور پیسٹ استعمال کرتے ہیں' وہ جس کمپنی کا تولیہ' انڈرویئر' بنیان اور کنگھی استعمال کرتے ہیں' وہ جس کمپنی کا آملہ آئل لگاتے ہیں' وہ جس کمپنی کا شہد اور کھجوریں کھاتے ہیں' جس نسل کی بکری کا دودھ پیتے ہیں' جس ٹیکسٹائل مل کا کھدر پہنتے ہیں' جس برانڈ کا کوکنگ آئل استعمال کرتے ہیں۔ جس کمپنی کا موبائل اور ریڈیو خریدتے ہیں اور وہ جس کمپنی کا سائیکل اور موٹر سائیکل استعمال کرتے ہیں' یہ تمام کمپنیاں بھی کسی نہ کسی طرح اسامہ بن لادن کو اپنے اپنے برانڈ کا نام لینے پر قائل کریں گی اور اس کے بعد ان کے سٹورز کے سامنے خریداروں کی قطاریں لگ جائیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ایک بار یہ ٹرینڈ چل نکلا تو مستقبل میں ایڈورٹائزنگ کا سٹائل ہی بدل جائے گا۔ کمپنیاں چھوٹی موٹی اور کالی ماڈلز کی بجائے اشتہارات میں اسامہ بن لادن کی تصویر شائع کریں گی اور اس کے بعد اعلان کریں گی یہ وہ صابن ہے جس نے اسامہ بن لادن کو چستی دی اور وہ بیس برس تک امریکہ کے قابو میں نہ آئے' یہ وہ اگربتی ہے جسے سلگا کر وہ تورا بورا کے پہاڑوں میں

(باقی صفحہ 16 پر)

امیر تنظیم اسلامی اور ناظم اعلیٰ کا دورۂ حلقہ بالائی سندھ

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب اور ناظم اعلیٰ محترم اظہر بختیار خلجی صاحب پروگرام کے مطابق 10 فروری کو حلقہ بالائی سندھ کے دورہ پر سکھر تشریف لائے۔ محترم غلام محمد سومرو (امیر حلقہ) نے معزز مہمانوں کو سکھر اسٹیشن سے Receive کیا۔ 9 بجے صبح ناشتہ کے بعد امیر حلقہ کی امیر محترم و ناظم اعلیٰ کے ساتھ تنظیم کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں کچھ دیر آرام کے لیے مہمان اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔

10 فروری 2006ء جمعہ کا دن تھا لہٰذا موقع کو غنیمت جانتے ہوئے امیر محترم کا سکھر (اے، ڈی، سی کالونی) مسجد طور سینا میں جمعہ کے خطاب کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ خطاب میں شرکت کی بھرپور دعوت رفقاء و احباب کو دی گئی۔ الحمدللہ اچھی تعداد میں لوگ اپنے شیڈول سے ہٹ کر امیر محترم کا خطاب سننے کے لیے مسجد طور سینا تشریف لائے۔ اکثر رفقاء و احباب کو امیر محترم و ناظم اعلیٰ سے ملاقات اور دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا گیا تھا۔ امیر محترم اپنے خطاب میں فرمایا کہ ایک مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر پختہ ایمان رکھنا اور اس راہ میں مال و جان کے ساتھ جہاد کرنا ضروری ہے تاکہ دین کل کا کل اللہ کا ہو جائے لیکن اس کے برعکس ہم نے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے راستہ کو اختیار کیا ہوا ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے امریکہ کا ساتھ دیا اور افغان بھائیوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے اور طالبان حکومت کے خاتمے کا سبب بنے اور اس کے علاوہ سودی نظام کو بھی جاری رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ قرآن کے مطابق سودی لین دین کرنے والوں کے خلاف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اعلان جنگ ہے۔ اگر ہم نے اب بھی اللہ کے حضور توبہ نہ کی اور اپنے طرز زندگی کو تبدیل نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شدید عذاب اپنی گرفت میں لے لے۔ دوپہر کو اجتماعی کھانا ہوا۔ کھانے سے قبل رفقاء و احباب سے تعارف کی نشست ہوئی۔ اسی دن پروگرام کے مطابق شام پانچ بجے امیر محترم و ناظم اعلیٰ صاحب امیر حلقہ کے ہمراہ تنظیم اسلامی شاہ پنجو اور اسرہ پھلجی و دادو کے لیے سکھر سے روانہ ہوئے۔ شاہ پنجو گاؤں سولجو خان مگسی میں امیر محترم کا خطاب ہوا جس میں کافی رفقاء و احباب نے شرکت کی درمیان میں چائے کے ساتھ شرکاء کی تواضع کی گئی۔ خطاب کے بعد رفقاء و احباب سے امیر محترم و ناظم اعلیٰ کی ملاقات اور تعارفی نشست ہوئی اور مقامی امیر محترم احمد صادق سومرو کے ساتھ تنظیمی امور کے حوالے سے تبادلہ خیال ہوا۔ شاہ پنجو میں بھی رفقاء و احباب کی امیر محترم و ناظم اعلیٰ سے ملاقات ہوئی۔ رات کا کھانا اور قیام شاہ پنجو میں ہوا۔

11 فروری 2006ء کو امیر محترم نے ہائی اسکول شاہ پنجو میں اساتذہ و طلبہ سے خطاب فرمایا جس میں رفقاء و احباب نے بھی بھرپور شرکت کی۔ بعد میں پھلجی کے لیے روانہ ہوئے۔ پھلجی میں امیر محترم نے جامع مسجد نورانی میں رفقاء و احباب سے مختصر مگر جامع انداز میں خطاب فرمایا۔ دوپہر کے کھانے کی میزبانی جناب ڈاکٹر علی خان لغاری صاحب نے کی۔ کھانے میں امیر محترم و ناظم اعلیٰ کی اُسرۂ دادو و پھلجی کے رفقاء سے اجتماعی ملاقات اور نقباء سے مفید گفتگو ہوئی۔ بعد میں یہ مختصر قافلہ سکھر کے لیے روانہ ہوا۔ نماز عشاء سکھر میں ادا کی گئی۔ نماز کے بعد شیڈول کے مطابق سکھر کے مقامی رفقاء سے اجتماعی ملاقات اور تنظیمی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ رفقاء نے بانیٔ محترم کی صحت کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ناظم اعلیٰ نے اسرہ کی اہمیت کو اجاگر کیا اور نقباء پر زور دیا کہ زیادہ سے زیادہ رفقاء سے انفرادی ملاقات کر کے ان کو فعال بنانے کی کوشش کریں۔ اس مختصر اجتماعی ملاقات کے بعد معزز مہمان اپنی منزل کی طرف گامزن ہوئے۔ (رپورٹ: نصر اللہ انصاری)

حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام ہونے والے سہ روزہ دعوتی پروگرام

ملاکنڈ ڈویژن کے اکثر اضلاع میں جنوری اور فروری کے مہینوں میں موسم سرما کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا حلقہ کی طرف سے اساتذہ رفقاء کے لیے تین سہ روزہ دعوتی پروگرام بنائے گئے' جن میں اساتذہ کو تنظیم اسلامی کی دعوت پھیلانے کا ٹارگٹ دیا گیا۔ ایک سہ روزہ 24 تا 26 جنوری کے لیے علاقہ کبل' سرسنی' مینگورہ سوات میں ہوا' دوسرا رفقاء کی عدم دستیابی کی وجہ سے نہ ہو سکا جبکہ تیسرا سہ روزہ 5 تا 7 فروری تیمر گرہ کے نواحی علاقوں میں ہوا' جس میں ممتاز بخت' شاکر اللہ' اسرار عالم' نثار صاحب اور تنظیم الحق' احسان الودود' شاہ وارث اور دیر سے سعید اللہ نے بھی جزوی حصہ لیا۔ دعوتی سرگرمیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

ایک دعوتی جماعت کی امارت کی ذمہ داری ممتاز بخت کے ذمے تھی۔ یہ رفقاء پانچ فروری کو دیر سے پہنچے۔ جس کے قریبی علاقہ سدو کی ایک مسجد میں قرآن مجید کے حقوق بیان کئے گئے' جس میں تقریباً 20 احباب نے شرکت کی۔ پھر رفقاء نماز عصر سے پہلے حاجی آباد پہنچے۔ رفقاء دو گروہ میں تقسیم ہوئے اور مختلف مساجد کا رُخ کیا' افضل آباد مسجد' احباب مسجد' شیخ محمد مسجد میں عصر' مغرب اور عشاء کے نمازوں کے بعد ممتاز بخت نے فرائض دینی کے جامع تصور پر مفصل خطابات کئے جس میں تقریباً سو کے قریب احباب نے شرکت کی۔ اسی طرح شاہ وارث نے جامع مسجد حاجی آباد میں فتنہ دجال کے موضوع پر اور محلّہ تیلیاں کی ایک مسجد میں فرائض دینی کے موضوع پر بیان کیا جس تقریباً 70 افراد نے شرکت کی۔ یہ جماعت رات کو واپس مرکز تیمر گرہ پہنچی۔ اگلی صبح 6 فروری کو تیمر گرہ مرکز کے قریب والی مسجد میں ممتاز بخت نے سورۃ الحدید کی آخری آیات پر درس دیا۔ اسی طرح نماز ظہر سے پہلے رُفقاء علاقہ کوٹو پہنچے۔ کوٹو مسجد' شاہی کوٹو اور جامع مسجد کوٹو میں ممتاز بخت نے ظہر' عصر' اور نماز مغرب کے بعد فرائض دینی کے موضوع پر خطابات کیے جن میں تقریباً 90 افراد نے شرکت کی۔ اسی روز نماز عشاء کے بعد انور آباد کی ایک مسجد میں ''قرآن مجید اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر ممتاز بخت نے گفتگو کی۔ اس خطاب کو بھی تقریباً 70 افراد نے سنا۔ راستے میں گل ڈھیری کی ایک زیر تعمیر مسجد میں عظمت قرآن کے موضوع پر خطاب ہوا۔

نماز عصر کے بعد شہزادی کی ایک مسجد میں فرائض دینی کا جامع تصور بیان کیا گیا جس کو تقریباً بیس افراد نے سنا جس میں اکثریت نوجوانوں کی تھی۔ یہاں کی معروف سیاسی شخصیت عالم زیب خان ایڈووکیٹ المعروف بابو خان سے بھی ملاقات ہوئی جو پہلے دیر پائین کے نگران ناظم رہ چکے ہیں اور آج کل اپنے یونین کونسل شہزادی کے ناظم ہیں۔ اُن کو مختلف کتابوں کا ایک سیٹ بھی دیا گیا۔ انہوں نے کتابوں کو اہتمام سے پڑھنے کا وعدہ بھی کیا اور نے چائے سے تواضع بھی کی۔ نماز مغرب کے بعد ممتاز بخت نے اسی علاقے کی ایک اور مسجد میں بھی دین کے جامع تصور پر گفتگو کی۔ رات کو یہ قافلہ واپس مرکز پہنچا۔

فروری کو نماز فجر کے بعد مرکز کے نزدیک والی مسجد میں سورۃ الحاقہ پر درس دیا گیا۔ جس میں ممتاز بخت نے کہا کہ ہمیں آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ کیونکہ تمام انسانوں کے اعمال کی ایک کتاب تیار ہو رہی ہے۔ جس کسی کو یہ کتاب یا اعمال نامہ دائیں ہاتھ سے ملا تو وہ کامیاب ہوگا اور خوشی کیسا اپنا یہ اعمال نامہ لوگوں کو دکھائے گا۔ اور جس کو یہ اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ ناکام ہوگا اور اپنے اعمال پر افسوس ہی کرتا رہے گا۔ کیونکہ اب اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ مجموعی طور پر ہم نے تقریباً چار سو افراد تک تنظیم اسلامی کا بنیادی پیغام پہنچایا۔

سرگودھا میں بسنت کے خلاف مظاہرہ

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرنے کے ضمن میں تنظیم اسلامی کی یہ کوشش ہے کہ منکرات کو واضح طور پر عوام الناس کے سامنے لائے۔ تنظیم اسلامی کے منعقد کردہ تمام مظاہرے پُر امن' منظم اور واضح منکرات کے خلاف ہوتے ہیں۔ سود' فحاشی' تحفظ ناموسِ رسالت پر احتجاج ریکارڈ کرانے کے بعد رفقاء نے بسنت کے خلاف لوگوں میں بیداری پیدا کرنے کے سلسلے میں مظاہرے کا پروگرام بنایا۔ 9 مارچ بعد نماز عصر ہونے والے اس مظاہرے کے لیے 6 بڑے سائز کے بینرز شہر میں نمایاں جگہوں پر آویزاں کیے گئے جبکہ 10 پول بینرز بنوائے گئے جو شرکاء مظاہرہ نے ہاتھوں میں پکڑے تھے۔ علاوہ ازیں 5000 ہینڈ بل بھی چھپوائے گئے۔

مظاہرے میں تیرہ ساتھیوں نے شرکت کی۔ پانچ ساتھی سڑک کے دونوں طرف پول بینرز تھامے یکساں فاصلے پر خاموشی کے ساتھ چلتے رہے۔ عبدالسمیع سب سے آگے تھے جن کے ہاتھ میں تنظیم اسلامی کا پرچم تھا۔ انہی کے اشارے پر سب ساتھیوں کو چلنے اور رکنے کی تاکید کی گئی تھی۔ علاوہ ازیں دو ساتھی سائیڈ والی دکانوں اور راہ گیروں میں پمفلٹ تقسیم کرتے چلے جا رہے تھے۔ کوئی نعرے بازی نہ تھی' کوئی گھیراؤ جلاؤ اور ہنگامہ آرائی نہ تھی۔ پول بینرز پر تحریر شدہ پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا گیا۔

یہ مختصر سا قافلہ بڑے قبرستان کے گیٹ سے روانہ ہوا۔ سٹی تھانہ چوک‘ طفیل چوک‘ اردو بازار چوک‘ گول چوک‘ کچہری بازار چوک‘ شاہین چوک‘ کلیار ہوٹل چوک‘ شربت چوک سے گزرنے کے بعد یہ قافلہ 19 اور 20 بلاک کی درمیانی سڑک جہاں پتنگ بازی کے سامان کی کافی دکانیں ہیں پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ مغرب کا وقت ہو چکا تھا‘ نمازِ مغرب ادا کی گئی۔ اس مظاہرے میں 1500 پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ بعدازاں تقریباً 300 ہینڈ بلز ہر نقیب کو دیے گئے اور تاکید کی گئی کہ آج ہی اپنے علاقوں میں انہیں تقسیم کر دیں۔ زین العابدین‘ محمد عثمان اور عبدالخالق نے مظاہرہ کے بعد تقریباً 1000 ہینڈ بلز اندرون بازار 3 بلاک‘ گول چوک نیو اردو بازار اور سٹی روڈ پر تقسیم کیے۔ امیر ڈاکٹر رفیع الدین کی ہدایت پر بچ جانے والے تقریباً 1200 ہینڈ بلز جمعہ کی دوپہر گورنمنٹ سکول نمبر 1 نیو اردو بازار میں چھٹی کے وقت تقسیم کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ساتھیوں کی یہ کاوش ان کے لیے توشۂ آخرت بنے اور اللہ تعالیٰ ہماری لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ آمین! (مرتب: عبدالخالق)

حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری

حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام ہر ماہ ایک شب بیداری کا پروگرام قرآن اکیڈمی‘ یاسین آباد میں منعقد ہوتا ہے۔ 12-11 مارچ کو ہونے والی شب بیداری کے پروگرام کی میزبان تنظیم شاہ فیصل/ملیر تھی۔ پروگرام کا آغاز ساڑھے نو بجے شب انجینئر نوید احمد صاحب کے مطالعہ لٹریچر سے ہوا۔ انہوں نے کتابچے ”تنظیم اسلامی کا امتیازی محل ومقام“ کا مطالعہ کروایا۔

اگلی تقریر تذکیری نوعیت کی تھی‘ جو اعجاز لطیف صاحب نے کی۔ انہوں نے کہا کہ انسان کی مادی زندگی کے تجربات و مشاہدات اور ہوتے ہیں اور روحانی زندگی کے اور۔ کوئی بھی واقعہ جو مادی نقطۂ نظر سے ہمیں نقصان دہ نظر آ رہا ہو‘ روحانی نقطۂ نظر سے اس میں خیر کا پہلو ہو سکتا ہے۔ عقل و خرد کی جس کام پر چیخ نکلتی ہو‘ ہو سکتا ہے کہ وہ روحانی نقطۂ نظر سے وہ منفعت بخش ہے۔ اس حوالے سے قرآن کریم میں بیان کردہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں سے انہوں نے نظیریں پیش کیں۔

اس کے بعد میزبان عبدالجلیل صاحب نے اعلان کیا کہ اب رفقاء آرام کریں تاکہ تہجد کے وقت اٹھ سکیں۔ تہجد کی ادائیگی‘ قرآن کریم کی تلاوت اور نمازِ فجر کے بعد مطالعہ حدیث کے پروگرام میں انجینئر نعمان اختر نے نبی ﷺ کے اس ارشادِ گرامی سے شرکاء کو آگاہ کیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ دو چیزیں انسان کو پسند نہیں یعنی موت اور افلاس۔ لیکن ان دونوں میں خیر کے پہلو بھی ہیں۔ موت فتنہ سے بہتر ہے اور مال کی کمی آخرت کے حساب کو ہلکا کرنے والی شے ہے۔ مؤمن کے لیے اگر زندگی قید خانہ ہے تو موت اس سے رہائی کا ذریعہ ہے۔ افلاس اسراف و تبذیر سے بچانے والی شے ہے۔

اس کے بعد بہت ہی دھیمے اور پیارے انداز میں فہد یونس صاحب نے سورۃ الانشقاق کے ذریعہ تذکیر کا فریضہ انجام دیا۔ اس کے بعد شجاع الدین شیخ نے سورۃ الحدید کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ اسلامی انقلاب کے لیے تصادم ناگزیر ہے کیونکہ کوئی نظام دوسرے نظام کو راہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ نظامِ باطل کا مراعات یافتہ طبقہ اس کے دفاع کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تنظیم اسلامی کے ساتھیوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اقامتِ دین کی جدوجہد کوئی پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں بھرا تاج ہے۔ یہاں تو وہی لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں جو تپتی راہوں پر چلنے کا سلیقہ جانتے ہوں۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

❁ ❁ ❁

بقیہ: کالم آف دی ویک

سکون کی نیند سوتے تھے‘ یہ وہ دری ہے جسے لے کر وہ کابل سے فرار ہوئے تھے‘ اس بوتل میں وہ وٹامنز ہیں جو ان کی اصل طاقت ہیں وغیرہ وغیرہ اور لوگ ان چیزوں پر ٹوٹ پڑیں گے۔ مجھے فخر ہے وہ اسامہ بن لادن جسے اس وقت امریکہ سمیت پوری دنیا دہشت گرد کہتی ہے اس کے لفظوں میں اتنی طاقت‘ اتنی قوت موجود ہے کہ وہ امریکہ کے 74 سال کے ایک غریب‘ ناکام اور دلگرفتہ مصنف کو ایک منٹ 14 سیکنڈ میں ارب پتی بنا دیتا ہے۔ وہ ایک گم نام شخص کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ ایک گمشدہ‘ پسماندہ اور محروم شخص کو ٹیلی ویژن سکرین پر لے آتا ہے اور وہ 205765 ویں درجے پر پڑی کتاب کو چوبیس گھنٹوں میں 26 ویں پوزیشن پر لے آتا ہے‘ وہ ردی کی دکانوں میں بکنے والی کتاب کو کاؤنٹر اور بک شیلف میں لے آتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے یہ وہ طاقت ہے جس سے بش سمیت دنیا کے تمام حکمران محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت صرف اسامہ بن لادن کو بخشی ہے۔

بقیہ: مسلمان اور اسلام

ذرائع آمدن پھیل رہے ہیں اور ان کا رہن سہن ترقی یافتہ ممالک کے دولت مند افراد سے کم نہیں۔ اس کے برعکس پاکستان میں لوگوں کی کثیر تعداد جو کل آبادی کا لگ بھگ 80,70 فیصد ہیں‘ معاشی طور پر خاصی تنگ دستی کا شکار ہے۔ ان کے ذرائع آمدن ایک ہی سطح پر رک گئے ہیں یا ان میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

مضمون میں آگے چل کر لکھا ہے:

Let us look at some of the starker forms that this increasing inequality is taking. There are people in Pakistan who own and operate private planes. These include some of the top industrialists and landlords of the country. Over the last couple of years there has been a strong upsurge in the imports of large luxury cars. We are talking here of the BMWs. Mercedes, Lexus and a larg number of luxury 4x4s. Most of them cost in the range of one crore rupees or more (mostly more) after taxes.

ترجمہ: اس روز افزوں عدم توازن کا نتیجہ ہے کہ پاکستان میں ایسے افراد بھی ہیں جن کے پاس ذاتی استعمال کے لیے اپنے طیارے ہیں‘ ان میں ملکی صنعت کار اور جاگیردار شامل ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں بڑی بڑی لگژری کاروں کی درآمد میں زبردست اضافہ ہوا ہے‘ جن میں بی ایم ڈبلیوز‘ مرسیڈز‘ Lexus اور فور بائی فور جیسی گاڑیاں‘ جن پر ایک کروڑ روپیہ سے اوپر ہی لاگت آتی ہے‘ شامل ہیں۔

جنت میں جانے کی بات الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے لیکن اگر ہم اس عدم توازن‘ ظلم اور استحصال کے خلاف کچھ کہنے اور کرنے کو تیار نہیں ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہم اسی باطل اور استحصالی نظام پر راضی ہیں حالانکہ کسی مسلمان کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ باطل اور کفریہ نظام کے تحت زندگی بسر کرے۔ جو لوگ بینظیر اور نواز شریف کی آمد یا جنرل مشرف کی رخصتی کو تمام مسائل کا حل قرار دیتے ہیں وہ اصل مسئلہ کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اِس لیے کہ ہمارا اصل مسئلہ شخصیات نہیں‘ مروجہ کرپٹ اور استحصالی نظام ہے‘ جس سے ایک طرف عیاشیاں اور بدمعاشیاں عام ہوتی ہیں اور دوسری طرف غربت اور افلاس کا دور دورہ ہوتا ہے‘ جو انسانوں کو حیوانوں کی سطح پر زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور نظام کوئی بھی ہو‘ اسے بدلنے کے لیے عوام کی طاقت چاہیے۔ اگر ہم اپنی یہ دینی ذمہ داری ادا نہیں کرتے تو پھر کسی بھی خیر کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔ لہٰذا ہم اگر معصوم بچوں کی پتنگ کی ڈور سے کٹی ہوئی گردنیں دیکھ کر خاموش رہتے ہیں تو یہ بلاوجہ نہیں بلکہ اسلام سے انحراف کی سزا ہے جو ہمیں اس دنیا میں مل رہی ہے۔

❁ ❁ ❁

☆ کیا وجہ ہے کہ اسلام کی حقانیت منکشف ہونے کے باوجود ہرقل نے اسلام قبول نہیں کیا؟

☆ کیا بُرے اعمال کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں؟

☆ کیا کثرتِ عبادت کے ذریعے انسان فرشتوں میں شامل ہو سکتا ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: توحید اور محبت رسول میں توازن کا کیا نسخہ ہے؟ کیونکہ اکثر لوگ اس معاملے میں افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ (یاسر نسیم)

ج: اللہ کا حکم ماننا اور رسول ﷺ کا اتباع حقیقت میں دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ اللہ کا حکم رسول کے اتباع سے ہی پورا ہوگا۔ اگر حبِّ رسول اتباعِ رسول کی طرف لے کر جا رہی ہے تو ٹھیک ہے مگر رسول ﷺ کے بارے میں صرف زبانی کلامی دعوے ہیں اور بہت نعتیں پڑھی جا رہی ہیں لیکن اتباعِ رسول نہیں ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ عمل ہی کسوٹی ہے حُبِّ رسول کی اور یہی توحید اور عشقِ رسول ﷺ میں توازن کا نسخہ ہے۔

س: تنظیم اسلامی کوئی مذہبی فرقہ نہیں ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ اس سے ایک ہی مسلک کے لوگ وابستہ ہیں؟ (محمد باسط)

ج: تنظیم اسلامی میں مختلف مسالک کے بہت سے لوگ شامل ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ جو تنظیم میں آ گئے ان میں ایک اعتدال کی شکل پیدا ہو گئی ہے۔ البتہ شیعہ کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے وہ نہیں آئے۔

س: کیا قیامت کے دن چھوٹے بچے اپنے والدین کی سفارش کریں گے؟ (جویریہ)

ج: جی ہاں! جو چھوٹا بچہ بچپن میں فوت ہو جاتا ہے چونکہ ماں نے اسے پالا، اسے اپنے پیٹ میں رکھا پھر اس کی ولادت ہوئی۔ باپ نے بھی جتنے دن بھی وہ زندہ رہا، اس کی دیکھ بھال کی۔ اس اعتبار سے اس بچے کے اوپر والدین کا حق قائم ہو گیا ہے۔ لہٰذا وہ بچہ جو طفولیت میں فوت ہو جائے اللہ کے ہاں اپنے والدین کے لیے سفارش کرے گا۔

س: اعتکاف کی مختصر وضاحت کر دیجئے؟ (محمد طیب)

ج: اعتکاف کے لفظی معنی ہیں کسی چیز پر توجہ کر کے اپنے آپ کو اسی پر روک لینا۔ شریعت میں خود کو مسجد کی حدود میں روک لینا اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ جما دینا، اعتکاف کہلاتا ہے۔ یہ کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ آپ مسجد میں جا کر بیٹھ جائیں اور دو گھنٹے کے لیے اعتکاف کی نیت کر لیں کہ اس میں کوئی اور کام نہیں کروں گا، بس اللہ کا ذکر اور مناجات کروں گا۔ یہ نفلی اعتکاف ہو جائے گا۔ لیکن جو مسنون اعتکاف ہے وہ صرف رمضان المبارک میں ہوتا ہے اور اس کی مکمل صورت یہ ہے کہ بیسویں روزہ کی عصر سے یعنی پھر غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو جائیں اور عید کا چاند جب طلوع ہو جائے تو پھر مسجد سے نکلیں۔ اس دوران اکثر و بیشتر وقت اللہ کی یاد، تلاوت قرآن، دُعا و استغفار میں لگائیں اور کسی دنیاوی دھندے اور گفتگو میں نہ لگیں۔ البتہ اعتکاف کے دوران کوئی گھر کا معاملہ ہو تو مشورہ ہو سکتا ہے۔

س: کیا وجہ ہے کہ اسلام کی حقانیت منکشف ہو جانے کے باوجود ہرقل نے اسلام قبول نہیں کیا؟ (عبداللہ)

ج: بلاشبہ ہرقل روم پر اسلام کی حقانیت منکشف ہو چکی تھی، اور وہ چاہتا تھا کہ ایمان لے آئے۔ اگر ایسا ہو جاتا تو اس کے ساتھ ہی پوری سلطنت بھی ایمان لے آتی۔ جیسے کہ تین سو برس قبل شاہ روم نے عیسائیت اختیار کی تھی تو ساری سلطنت روما عیسائی ہو گئی تھی۔ اس طرح اس کی بادشاہت بھی برقرار رہی تھی۔ یہاں صورت اس کے برعکس تھی۔ سلطنت کے عمائدین اسلام قبول کرنے کو تیار نہیں تھے۔ اگر ہرقل اسلام قبول کرتا تو اسے بادشاہت چھوڑنی پڑتی لہٰذا یہ عہدہ اس کے پاؤں کی زنجیر بن گیا۔ اس نے پوری یہ کوشش کی کہ میرے درباری لوگ بھی محمد ﷺ کی رسالت کی حقانیت کے قائل ہو جائیں مگر ایسا نہ ہو سکا، چنانچہ وہ دولت اسلام سے محروم رہ گیا۔ (واللہ عالم)

س: کیا انسان عبادت کر کے فرشتوں میں شامل ہو سکتا ہے جیسے کہ عزازیل ہوا؟ (الیاس انصاری)

ج: یہ بات شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے کہی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ جو لوگ اللہ کے ولی اور اُس کے بہت ہی محبوب بندے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے انتقال کے بعد انہیں ملائکہ کے طبقۂ اسفل میں شامل کر دیتا ہے۔ اب جیسے فرشتے اللہ کے احکام کی تعمیل میں لگے ہوتے ہیں، ایسے ہی یہ لوگ بھی لگ جاتے ہیں۔ تاہم اس کے لیے کوئی اور دلیل نص میں موجود نہیں ہے۔

س: حرامی بچوں کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا پھر ان کو یہ رسوائی کیوں ملتی ہے؟ (مشتاق احمد)

ج: اسلام تو یہ کہتا ہے کہ حرامی بچے کا کوئی قصور نہیں، وہ آپ کا بھائی ہے: ﴿فان لم تعلموا اباء هم فاخوانکم فی الدین و موالیکم﴾۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم نہیں جانتے ان کے باپوں کو تو کوئی بات نہیں۔ وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ جو بھی جرم ہوا ہے ان کے والدین کا ہے۔ اس کا کوئی اثر بچے پر نہیں ہونا چاہئے۔ وہ قابل نفرت نہیں ہے۔

س: کیا بُرے اعمال کی وجہ سے نیکیاں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ (محمد احمد)

ج: بعض بُرے اعمال سے یقیناً نیکیاں ختم ہو جاتی، اور غیر مؤثر ہو جاتی ہیں، مثلاً کسی نے اللہ کے قرآن کو جھٹلا دیا، اللہ کے رسول کی نفی کر دی، تو ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ تاہم بعض نیکیاں گناہوں کو بھی مٹا دیتی ہیں۔ پھر یہ کہ توبہ سے بھی گناہ مٹ جاتے ہیں۔

س: بعض علماء کی رائے میں نماز عشاء میں وتر گیارہ رکعتیں ہیں اور بعض کی رائے میں تین رکعتیں، صحیح بات کیا ہے؟ (ندیم)

ج: گیارہ بھی وتر ہیں اور تین بھی وتر ہیں۔ یعنی جو عدد بھی دو سے تقسیم نہ ہو سکے وہ وتر ہے۔ محدثین ایک رکعت کے بھی قائل ہیں۔ بعض لوگ تین بھی پڑھتے ہیں۔ اس کے ضمن میں مختلف آراء ہیں اور مختلف معمولات ہیں۔ مختلف مسلکوں کے لوگ ہیں۔ رکعتوں میں فرق سے کوئی بہت بڑا حرج اور نقص واقع نہیں ہوتا۔

کالم "تفہیم المسائل" میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

عالم اسلام کی خبریں

فلسطینی کابینہ کی تشکیل مکمل

حماس نے نئی فلسطینی حکومت کے قیام کے لیے کابینہ کی تشکیل مکمل کر لی ہے۔ حماس نے کابینہ میں شامل کیے جانے والے وزراء کے ناموں اور ان کے قلم دانوں کو حتمی شکل دے دی ہے۔ ترجمان کا کہنا ہے کہ کابینہ میں شامل وزراء کے نام اور ان کے قلم دان جلد صدر محمود عباس کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

فلسطین کے نامزد وزیراعظم اسماعیل ہانیہ نے کہا ہے کہ نئی حکومت میں شامل ہونے کی دعوت مسترد کرنے کے باوجود الفتح سے بات چیت جاری رہے گی۔ فلسطینی کابینہ میں چند آزاد امیدواروں اور ایک عیسائی وزیر کے علاوہ تمام اہم قلمدان حماس کے پاس رہیں گے۔ الفتح تحریک نے صدر محمود عباس سے مستعفی ہونے اور فلسطینی اتھارٹی کو توڑنے اور مقبوضہ علاقے دوبارہ اسرائیل کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

موجودہ عراقی حکومت غیر قانونی ہے

لیبیا کے صدر معمر قذافی نے عراق کی موجودہ حکومت کو غیر قانونی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ صدام حسین آج بھی عراق کے صدر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ غیر ملکی تسلط کے دوران کرائے گئے انتخابات میں منتخب ہونے والی حکومت کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ انہوں نے فوجی طاقت کے ذریعے سربراہان مملکت کو ہٹانے کی مذمت کی اور خدشہ ظاہر کیا کہ اس عمل کے تحت اگلا ٹارگٹ میں بن سکتا ہوں۔ انہوں نے امریکہ پر زور دیا کہ عراق سے اپنی فوج نکال دے۔

چارلس کو جامعة الازہر کی اعزازی ڈگری

مصر کی جامعہ الازہر نے برطانوی ولی عہد شہزادہ چارلس کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دینے کا اعلان کیا ہے' تاہم یونیورسٹی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں اس پر اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ڈگری دینے کے حامیوں کا کہنا ہے کہ انہیں یہ ڈگری توہین آمیز خاکوں کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج کے دوران مصالحانہ کردار پر دی جا رہی ہے۔ مخالفین کا کہنا ہے کہ چارلس نے اگر یہ کہہ دیا ہے کہ اسلام دنیا بھر میں تیزی سے پھیلتا ہوا مذہب ہے تو اس میں کون سی نئی بات ہے۔

انڈونیشیا اور بھارت کی مشترکہ فوجی مشقیں

بھارت اور انڈونیشیا اپنی مشترکہ بحری فوجی مشقیں کریں گے جن کا مقصد سیکورٹی خطرات سے نمٹنے کے لیے تعاون میں اضافہ کرنا ہے۔ آچے میں سابانگ نیول بیس کے سربراہ کرنل اسووتو نے بتایا کہ یہ مشقیں صوبہ آچے اور بھارتی جزیرہ نیکوبار کے درمیان بحری سرحدی علاقے میں شروع ہوں گی' جو ایک ہفتہ جاری رہیں گی۔

نیوکلیئر پروگرام پر سمجھوتہ نہیں کریں گے

ایران کے چیف ایٹمی مذاکرات کار علی لاریجانی نے کہا کہ ایران اپنے نیوکلیئر پروگرام پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرے گا' تاہم اس پر بات چیت کے لیے تیار ہیں۔ اگر کوئی اس نیت سے مذاکرات کرنا چاہتا ہے کہ ایران کو پُر امن ایٹمی ٹیکنالوجی کے حق سے دستبردار کرا لیا جائے تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ مغربی ممالک نہیں چاہتے کہ ہم ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کریں لیکن ایران مزاحمت کرتے ہوئے اپنے راستے پر چلتا رہے گا۔

ملک کو صلیبی فوج کے لیے آگ کی بھٹی بنا دیں گے

طالبان اسلامی تحریک کے سربراہ ملا عمر نے کہا ہے کہ آنے والی گرمیوں میں افغانستان کو غیر ملکی قابض فوجوں کے لیے قبرستان بنا دیں گے۔ صلیبی فوجیوں نے دنیا بھر میں مسلمانوں پر جو ظلم ڈھائے ہیں ان کا انہیں حساب دینا پڑے گا۔ افغانستان کے تمام مسلمان قابض فوجیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔

انہوں نے کہا کہ مسلمان اب سمجھ گئے ہیں کہ کافر ہمارے عقائد اور تہذیب کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں کٹھ پتلی بنانا چاہتے ہیں۔ ملا عمر نے کہا کہ صیہونیت کے سب سے بڑے رہبر صدر بش اس پر پریشان ہیں کہ افغانستان اور عراق نے نام نہاد انتخابات اور پارلیمنٹ بننے کے باوجود بھی وہاں امن قائم نہیں ہو سکا۔ صدر بش ایک طرف جمہوریت کے جھوٹے نعروں کے ذریعے دنیا کو بے وقوف بنا رہا ہے جبکہ دوسری طرف فلسطین میں اسلامی تنظیم حماس کے منتخب رہنماؤں کے خلاف سازش کر رہا ہے۔

امریکی مسلمانوں کے علاقے سے نکل جائیں

القاعدہ کے مرحوم رہنما فہد الجویر نے اپنی وصیت میں کہا تھا کہ سعودی عرب میں امریکیوں کے خلاف مزید حملے ہوں گے۔ الجویر نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب سے کافروں کو نکال دو۔ امریکی رسول اللہ ﷺ کے جزیرہ اور مسلمانوں کے علاقوں میں مسیحیوں اور یہودیوں کی حمایت ترک کر دیں۔ ورنہ انہیں قتل اور تباہ کر دیا جائے گا۔

ابو غریب جیل بند کرنے کا اعلان دھوکہ ہے

حقوق انسانی کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے امریکی فوج کے عراق کی بدنام ابوغریب جیل بند کرنے کے فیصلہ کو دنیا کو دھوکا دینے کی کوشش قرار دیا ہے۔ تنظیم نے مزید کہا ہے کہ محض قیدیوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنے سے ان کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آئے گی۔

کروز میزائل بابر کا کامیاب تجربہ

پاکستان نے منگل کی صبح 500 کلومیٹر تک ہدف کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھنے والے حتف ہفتم کروز میزائل بابر کا دوسرا کامیاب تجربہ کیا۔ کروز میزائل بابر مقامی طور پر تیار کیا گیا ہے۔ بابر زمین' آبدوزوں اور جنگی بحری جہازوں سے فائر کیا جا سکتا ہے۔ بابر میزائل میں خود کو ریڈار کی لہروں سے پوشیدہ رکھنے اور زمین کی سطح کے قریب رہ کر پرواز کی صلاحیت موجود ہے۔

اسلام پسند لیڈروں پر بغاوت کا مقدمہ

بنگلہ دیش میں کالعدم جماعت المجاہدین کے 7 رہنماؤں پر بغاوت کا مقدمہ قائم کر دیا گیا ہے۔ ان رہنماؤں میں تنظیم کے سربراہ شیخ عبدالرحمٰن اور ان کے نائب صدیق الاسلام عرف بنگلہ بھائی سمیت 5 لوگ گرفتار ہوئے ہیں جبکہ دو کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ ان لوگوں پر آئینی حکومت کے خلاف جنگ اور سازش کے الزامات عائد کیے ہیں۔

اعتذار

قارئین! بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر ندائے خلافت کے ''استقلال پاکستان نمبر'' کی اشاعت کو مؤخر کر دیا گیا ہے۔ ہم معذرت خواہ ہیں کہ یہ خصوصی شمارہ اعلان کے باوجود شائع نہیں ہو سکا' بنابریں اب معمول کا شمارہ پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

and hospitals for the locals.

Everyone knows that the security forces are there with tanks and gunship helicopters to show the fascists in Washington and their puppets in Afghanistan that Musharraf is not sitting idle. The objective is to show that the dog depicted in the Washington Times' cartoon (May 6, 2005) is still dutifully busy doing his job. Don't give up on the faithful friend.

For that purpose, the opportunist Musharraf and his forces have no option but to label ordinary Pakistanis as terrorists and ordinary Afghans as evil Taliban for an exercise in butchery. This is nothing new. Innocent people were knowingly handed over to the US, who ended up in Guantanamo and were later released after suffering years of torture.[7]

In an attempt to hide blood on his hands, General Musharraf told a meeting at the Army House on March 15, 2006 that the government was "determined to carry out development work in the tribal areas and would utilize all available resources for the peace, security and development of this part of the country." Since when the development work needs cobra helicopters and blowing mosques? More importantly, when did we last hear about the problem of the lack of peace and security in this part of Pakistan that needed this level of military force?

Those who know the history of this region know very well that peace was first shattered when British colonial adventures were at their peak. The second time it is happening when Musharraf decided to undertake adventures for the U.S. to further the same colonial legacy to a new height. This is what sane minds in Islamabad have been trying to avoid in the past.

The bloodshed and destruction that we witness in Pakistan today is the direct result of the Pakistani government's siding with oppressors against Afghans in an attempt to avoid the U.S. wrath in 2001. Musharraf fully supported the US in killing thousands of innocent Afghans and occupying their country. He could hardly realize that none of his sacrifices will be the final sacrifice for the fascists of our age. He could hardly realize that his putting religious, moral and legal principle at stake in 2001 will not save his troops and people going through the same pain, at their own hands, which he allowed the Afghans to go through at the hands of the American forces.

The bottom line is that innocent people in the tribal belt in Pakistan are being scapegoated to keep the war machine going for the modern day fascists. For Pakistanis this is just the beginning. No doubt, in the long-run, the U.S. war machine is definitely going to go out of steam, leaving behind total chaos and a trail of destruction. In the short run, however, the day is not far away when other tribal agencies and even cities, such as Peshawar and Quetta, become the next Fallujah, Samara, West Bank or Gaza strip.

Abid Ullah Jan's latest book: The Musharraf Factor: Leading Pakistan to Inevitable Demise, was released in December 2005. For an excerpt on occupation of Pakistan, please see: http://www.icssa.org/military_occupation_of_pakistan.htm

Notes

----

[1] Media Monitors Network, November 14, 2003: http://usa.mediamonitors.net/layout/set/print/content/view/full/2151 and Published in the Nation (Pakistan) on December 23, 2003.

[2] The News March 15, 2006.

[3] The News March 16, 2006.

[4] See: Dan McDougall, "'The new Afghanistan is a myth. It's time to go and get a job abroad'," As British troops prepare to tackle the Taliban's remnants, hundreds of thousands of jobless Afghan refugees who returned home to start a new life are queueing up to leave again. The Observer, February 5, 2006. URL: http://observer.guardian.co.uk/world/story/0,,1702513,00.html

[5] Authorities imposed a ban on weapons business in Miranshah, which is one of the main source of livelihood for the people of this region since centuries. (Daily Times, March 16, 2006).

[6] The News, March 16, 2006.

[7] See BBC report by Haroon Rashid, "Ex-inmates share Guantanamo ordeal, May 02, 2005. http://news.bbc.co.uk/1/hi/world/south_asia/4505403.stm

****

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگر ریسٹورنٹ
ملم جبہ' سوات

9,600فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور
پرفضا مقام ملم جبہ میں قیام وطعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے
کھلے کمرے 'نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے
قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امانت کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

Vol: 15 **Regd. No. LRL -50** **No. ΓΓ**

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeemorg)

Fallujahs of General Musharraf in the Making

It is undoubtedly true that in International Relations our predictive capacities are poor and prediction, quite understandably, has a bad name in the discipline and indeed in all the social sciences. However, this must not be a reason for impartial analysts to limit themselves to shallow analysis of current affairs and shy away from commenting on what they can clearly foresee.

The fascist tendency of Bush and company and opportunist instincts of Musharraf and other puppets in the Muslim world are so transparently clear that it would be total dishonesty on the part of analysts to avoid helping the public read the writing on the wall. For example we wrote in these pages more than two years ago that:

In the end, all liberalism and all enlightened moderation has clearly boiled down to saying good bye to the Qur'an. The same idea is being promoted for application in Iraq. Both Saudi government and opposition are being presented as evil. Eyes are set on Syria and Iran and the marriage of convenience with Pakistan would not last any longer. Madrassas have already been demonized to the maximum possible extent. Only their physical destruction is awaited, which in the light of prevailing propaganda would hardly raise any voice of protest.[1]

In the first two weeks of March 2006, the world witnessed troops from the Pakistan army and the paramilitary Frontier Corps blowing up at least three Madrassa-cum-mosques in Miranshah, Pakistan. The usual justification is: "Islamic militants used [these madrassa] during the recent spate of violence to attack the military and government installations."[2] Other than regurgitating the same government press release, we didn't notice any voice of protest in the Pakistani press, let alone the rest of the world.

The way Pakistan military commandos used explosives to blow up these Madrassa, is hardly different than the tactics the US military is using in Iraq and Afghanistan, and the Israeli forces in the occupied Arab lands. This shows how the U.S. occupation of Pakistan, Saudi Arabia and Egypt, for example, have become the most effective occupation in human history. In these indirectly occupied states, local militaries are effectively used to achieve totalitarian objectives of the warlords sitting in Washington.

A picture from protests in Pakistan, reported by Al-Jazeera.net on March 17, 2006. A sign of growing realization among masses.

Justifications for Musharraf's blowing up religious schools and mosques abound. However, what Musharraf and his cronies can never justify is their support to the Taliban till the last minute before the U.S. open declaration of war on them. How is it possible that the successive Pakistani governments, including that of General Musharraf couldn't find until the last minute they were dealing with a people who were evil to the core and needed to be hounded, captured and killed indiscriminately—whether they are at war with Pakistan or not? Why did they delay annihilation of the Taliban till 2001.

Today, General Musharraf is telling people in the tribal areas, which he has turned into Gaza and West Bank of Pakistan, "to discourage and identify foreign elements hiding in their areas as they were against the development of the tribal belt, which the tribal people should not allow."[3] Why didn't we hear a single word about Musharraf, or his predecessors' noble intention to develop the tribal belt before September 11, 2001?

As far the "foreign elements," not all Afghan refugees have returned to Afghanistan, particularly when western observers agree that "new Afghanistan is a myth."[4] These refugees have to live somewhere in Pakistan. There is no doubt that many of these would be in the tribal areas and NWFP, keeping in mind the proximity to Afghanistan and the kind of humiliating treatment they face in other parts of Pakistan.

Pakistani military is on the rampage in the tribal regions of the country, blowing mosques and homes. Personal accounts of human suffering reach as far as Canada but this miserable saga goes unnoticed in the Pakistani press and media.

In such circumstances, if the Musharraf regime blocks every kind of access to the tribal areas, cuts off their power supplies and orders them to close their businesses,[5] and turn life for locals into a living hell with curfews and other measures of the occupying powers, the only options locals are left with are to leave their homes, become refugees, or resist oppression.

As we witnessed in the case of Fallujah, Samara and earlier in the case of Palestine, not all the victims of oppression chose to leave. Thus, those who decide to stay behind or resist undue interference in their daily life become terrorists—or the Taliban in this case—for the oppressors.

Contrary to the lies flooding Western media outlets, reports in the Pakistani press also confirm that the madrassa which were blown by the Pakistani military were not abandoned places which were used way back in 1980s. Reporting on the Pakistan army blowing the third Madrassa in two weeks, The News reported: "many children used to study at the seminary. It had been vacated recently following reports that it could become a target of military action."[6]

We must note that the seminaries and mosques destroyed in the first week of March were run by local clerics Maulana Sadiq Noor and Maulana Abdul Khaleq. They were not the Taliban or Al-Qaeda. However, they definitely were critical of the Musharraf regime's bloody operation in their home towns. Like Israeli forces acting in Palestine and the occupation forces in Iraq, the Musharraf regime accused these local figures of "inciting violence against security forces in the tribal region" as if the security forces were there constructing roads, schools